بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توفیق الہدایت

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اَللّٰهُ

مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ۔ لَیۡسَ فِی الدَّارَیۡنِ اِلَّا ھُوَ[1]

درود نامحدود حضور رسانندہ باستغراق دریای وحدانیت معبود محمد محمود سید عالم کہ ہژدہ ہزار عالم کہ کل مخلوقات نور ظہور ازو یافت کہ موافق اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[2] ہدایت ازلی رفیق باتوفیق ساخت، نعم البدل بانعم البدل، جمیعت باجمیعت، قہر باقہر، فضل بافضل، فیض بافیض، خلل باخلل، ہدایت باہدایت، متعلق عنایت غنایت۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا رَیۡبَ فِیۡهِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ[3]

قَالَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ :۔

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیۡهِ

موافق مراتب فیض فضلی ہریکی را نصیب دادہ ازلی شد۔

بیت

محمد چو بینی بیابی خدا   خدا را مکن از محمد جدا

کہ لولاک عزت شرف نعت اوست کہ نور محمد شدہ ذات از وست۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ

قولہٗ تعالیٰ :۔

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیۡقًا[5]

---

[1] خطبات احمد جان۔ [3] سورہ البقرہ ۲، ۲-۳

[2] کتاب مرغوب تبریزیؒ۔ [5] سورہ النساء ۴، ۶۹

اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

درود لامحدود معبود کی وحدانیت کے سمندر میں مستغرق کرنے والے سردار عالم قابل صد ستائش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوں، جن کے سبب سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی گئی، اور جس نے اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا) کے موافق ہدایت باہدایت ازلی کو رفیق باتوفیق بنایا۔ نعم البدل بانعم البدل، جمیعت باجمیعت، قہر باقہر، فضل بافضل، فیض بافیض، خلل باخلل اور عنایت باغنایت بخشی۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اس (قرآن شریف) میں ان متقی لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"ہر برتن سے وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے"۔

اور ہر ایک کو فیض فضلی کے مراتب کے مطابق نصیبہ ازلی دیا۔

بیت

جب تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کر لیا، تو گویا تو نے خداوند تعالیٰ کو پا لیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا مت (خیال) کر۔

کیونکہ لولاک کو اس کی نعت کا شرف عزت حاصل ہے۔ اس واسطے کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور ذات احدی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ

ارشاد خداوندی ہے :۔

"نبی، صدیق، شہید اور صالحین بہت اچھے رفیق ہوتے ہیں"۔

بعدہٗ میگوید مصنّف تصنیف فقیر باھُوؒ فنا فی اللہ فنا فی ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور کہ چند کلمات از ذات صفات تصوف، صحیح شناس الحق معرفت باذکر تسبیح برب ہم جلیس موافق قرآن، نص وحدیث کشتن نفس خبیث دفع ملعون ابلیس مرقوم یافت کہ مطلق توفیق است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ[۱]

این کتاب را "توفیق الہدایت" نام نہادہ شد و تحقیق الہدایت قادری خطاب دادہ شد کہ رفیق بر توفیق اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ ابتدا فقیر فی اللہ و طالب۔

اوّل مرشد کامل را فرض عین است کہ زکوٰۃ وجود زندگی، قلب محمود طالب اللہ را بمقصود رساند بہ تصور اسم اللہ ذات حیات گرداند و فی الدنیا والآخرۃ نجات واز مراتب حیات نجات از حاضرات تصرفات اسم اللہ ذات دہ گنج بر طالب اللہ بکشاید و مشروحًا بنماید کہ طالب اللہ را از جمیع حوادث دنیا و عقبیٰ دل مُردہ و بہ دنیا و عقبیٰ التفات یا التجا نکند ہر کہ مرد۔ امّا شرط آنکہ دہ گنج طالب اللہ را مرشد نصیب کند۔ بعد ازان تلقین و تعلیم کند کہ طالب اللہ پریشان و بی جمعیت نشود۔ اوّل گنج کیمیا از ترتیب از طریق تحقیق کامل را ہفتاد ہزار راہ است۔ و در ہر یک راہ ہفتاد ہزار گواہ است۔ این راہ میکشاید و بدست آید و ہر یک رُخ نماید، طرفۃ زد بی محنت و بی رنج این نعمت اللہ گنج ۔ از حاضرات اسم اللہ ذات روشن ضمیر، صاحب نظر میگردد و عیان ہر یک ترتیب کیمیا را از توفیق باطنی میکند بیان۔ این نیز مراتب ابتدا، در نظر اُو آسان کار است کہ بکوہستان یا سنگریزہ در نظر اُو سنگپارس افتادہ می بیند کہ افتادہ بیشمار است، بلکہ نیز این مراتب آسان کار است۔ در نظر اُو خزائن اللہ آنچہ زیر زمین غیبی افتادہ می بیند کہ بیشمار است،

[۱] سورہ ہود ۱۱ : ۸۸

بعد ازاں مصنّف تصنیف فقیر باھُوؒ فنا فی ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ عرض پرداز ہے کہ چند ایک کلمات تصوّف کی ذات صفات، صحیح شناخت حق، معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار کے بارے میں قرآن شریف، نص وحدیث کے موافق نفس پلید اور شیطان لعین کے دفعیہ کے لیے تحریر کیے گئے ہیں، جو سراسر توفیق ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی بن آتا ہے۔"

اس کتاب کا نام "توفیق الہدایت" رکھ کر تحقیق الہدایت قادری خطاب دیا گیا ہے، کیونکہ یہ (کتاب) فقیر فی اللہ اور طالب حق کے لیے رفیق باتوفیق ہے۔ اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ ؕ (رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "پہلے رفیق (مرشد) ساتھ لو، پھر راہ چلو۔"

کامل مرشد پر پہلے فرض عین ہے کہ وجود زندگی اور قلب محمود کی زکوٰۃ طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصور سے منتہائے مقصود تک پہنچائے۔ اور نیز اسم اللہ ذات کے تصور سے اسے دنیا کی زندگی بخش دے اور (آلام) عاقبت سے نجات دلا دے۔ اور مراتب حیات سے خلاصی دلا دے۔ اور اسم اللہ ذات کے تصرفات و حاضرات سے طالب اللہ کو دس خزانے تفصیل کے ساتھ دکھا دے اور اس پر منکشف کر دے۔ تاکہ اس کا دل دونوں جہاں کے حوادث سے سرد ہو جائے (کیونکہ صحیح معنوں میں) مرد وہی ہوتا ہے، جو دونوں جہاں کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے۔ تلقین و تعلیم کرنے سے پہلے شرط یہ ہے کہ مرشد طالب کو دس خزانے عنایت کرے، تاکہ اس کا دل پریشان اور بے جمعیت نہ ہو۔ اوّل گنج کیمیا کے لیے تحقیقی طور پر مرشد کامل کے واسطے ستر ہزار راہیں ہیں (اور) پھر ہر ایک راہ کی ستر ہزار علامتیں ہیں۔ پہلے یہ سب اس پر منکشف کر دے اور ایک لحظہ میں بغیر محنت و مشقت کے اسے یہ خزانۂ نعمت الٰہی عطا کر دے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ایسا روشن ضمیر اور صاحب نظر ہو جاتا ہے کہ کیمیا کی ہر ترتیب کو توفیق باطنی سے عین بعین بیان کر دیتا ہے۔ یہ ابتدائی مراتب بھی اس کی نگاہ میں آسان اور سہل ہیں۔ اگر پہاڑ یا جنگل میں کسی کنکروں کو پڑا ہوا دیکھے اور انہیں سونا بنا دے، تو بھی اس کے لیے آسان ہے۔ اگر زمین کے تمام غیبی خزائن الٰہی اسے

کہ کل وجز مخلوقات تابع اُو شوند، وجن وانس وفرشتگان غلام فرمانبردار۔ درنظر فقیران این
مراتب کمینہ نیز آسان کار است و دوام در مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور
دوام باستغراق مع اللہ پروردگار بدست آوردن مشکل وخیلی دشوار است۔

مرشد کامل آنست کہ این مراتب انتہا روز اوّل طالب اللہ را بشروع تلقین ابتدا
رساند وطالب اللہ لایحتاج شود واز وپنہان وپیدا ہیچ چیز مخفی وپوشیدہ نماند۔
مرشدی وطالبی شدن نہ آسان کار۔ در مرشدی وطالبی تلقین، علم تعلیم سر اسرار عظیم
عظمت معرفت توحید پروردگار، راہ مردان آنست۔
بشنو! ای خام کور چشم بی نظارہ وآن دہ گنج کہ در شمار آوردیم، ہزار گنج در ہریک
گنج بردیم آن را بی رنج وہریک گنج بردہ صاحب راز را برساند نصیب کہ صواب راہ
است واحمق کم حوصلہ را کہ معلوم کردن صدگناہ است۔ کہ این راہ توحید حاضرات اسم
اللہ ذات بدست کلید است۔ ناقص ازین کلید خزائن اللہ بی خبر کہ از اہل تقلید
است۔ مجلس اہل توحید کلید ومجلس اہل تقلید راست نیاید۔
کلید مجموعہ جمعیت است وتقلید بی جمعیت پریشان است۔ بلکہ جاہل بدتر
از حیوان است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

لَا فَرْقَ بَيْنَ الْحَيْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ [1]

این علم معرفت قرب اللہ است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

[1] الحدیث

پڑے ہوئے دکھائی دیں اور کل وجز تمام مخلوقات، جن، انسان اور ملائکہ اس کے فرمانبردار
غلام بن جائیں، تو یہ بھی آسان ہے۔ بلکہ فقرا کی نظر میں تو یہ کمینے مراتب اور بھی آسان ہیں۔
البتہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری اور استغراق مع اللہ دائمی طور پر حاصل کرنا
بہت ہی مشکل اور دشوار ہے۔

کامل مرشد کی نشانی

کامل مرشد وہ ہے، جو طالب اللہ کو پہلے ہی روز یہ انتہائی مراتب تلقین کے
شروع ہی میں عطا کر دے۔ جس سے طالب لایحتاج ہو جائے اور ظاہری کوئی شے اس
سے مخفی اور پوشیدہ نہ رہے۔
مرشدی اور طالبی کوئی آسان کام نہیں، (بلکہ) مرشدی اور طالبی میں تلقین و تعلم
معرفت و توحید الٰہی کے بہت بھاری راز ہیں۔ یہ مردوں کی راہ ہے۔
اے خام کور چشم بے نظارہ (غور سے) سن! جن دس خزانوں کا ہم نے اوپر تذکرہ
کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں ہزار ہا خزانے مخفی ہیں، جن کو صاحب راز بغیر کسی
دقت کے دوسرے کو بخش سکتا ہے، یہ اس کا نصیب ہے اور یہی راہ کی درستگی
ہے۔ لیکن کم حوصلہ اور احمق کے لیے ان خزانوں کا معلوم کرنا سراسر گناہ ہے۔ کیونکہ
یہ راہ توحید اسم اللہ ذات کے حاضرات کے سبب ہاتھ میں (گویا) ایک چابی ہے۔
ناقص لوگ خزائن الٰہی کی اس چابی سے بے خبر ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اہل تقلید ہوتے
ہیں۔ اسی لیے اہل توحید اور اہل تقلید کی مجلس کو یہ چابی راست نہیں آتی۔
کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیت پریشانی ہے، بلکہ اہل تقلید جاہل
اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-
"انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے"۔
اس علم سے مراد علم معرفت قرب الٰہی ہے۔
اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اقسام پیر

پیر عام، پیر خاص، پیر خاص الخاص، پیر اخص۔ چون پیر منتہی اخص اعتقاد من بس گفتہ اند۔ الیقین ہو اللہ عارف باللہ۔

اوّل بر طالب فقیر فرض عین است۔ در عمل آوردن علم تکسیر واز قوت علم تکسیر در عمل آوردن علم اکسیر واز قوت علم تکسیر و علم اکسیر در عمل علم تصور اسم اللہ ذات علم روشن ضمیر واز علم تصور اسم اللہ ذات در عمل آوردن عین العلم علوم حیّ قیوم۔ ہر کہ ابتدا این چہار علم در عمل نیارد، عامل کامل نشود۔ ہرگز بمرتبۂ فقر نمی رسد۔

کیمیا سہ اند:۔

۱۔ کیمیار سیم و زر۔

۲۔ کیمیار تاثیر نظر۔

۳۔ کیمیار امر۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ [1]

ابیات

زہجرت یک ہزار صد سہ کم بود	بشد تصنیف سرّ اسرار معبود
مطالعہ می درآید راز داند	توحیدش معرفت در نکتہ خواند
بود آن عالم و عارف الٰہی	سنانش سیف شد ازلش سیاہی
دلش زندہ شود ہرگز نمیرد	شود فی اللہ فنا حق راز گیرد

[1] سورہ یوسف، ۱۲: ۲۱

اقسام پیر

پیر چار طرح کے ہوتے ہیں۔ عام، خاص، خاص الخاص اور اخص جب پیر انتہائی مرتبہ کو پہنچتا ہے، تو میرا اعتقاد ہے کہ وہ اخص کہلاتا ہے۔ یقین ہی اللہ اور عارف باللہ ہے۔

طالب فقیر پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ علم تکسیر کو عمل میں لائے اور علم تکسیر کی قوت سے علم اکسیر اور پھر علم تکسیر اور علم اکسیر کی قوت سے علم روشن ضمیر علم تصور اسم اللہ ذات اور اسم اللہ ذات کے تصور کے ذریعے عین العلم علوم حیّ القیّوم حاصل کرے۔ جو شخص ابتدا ہی میں یہ چاروں علوم عمل میں نہیں لاتا، وہ عامل کامل نہیں بنتا۔ اور وہ ہرگز فقر کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

کیمیا کی تین اقسام ہیں:۔

۱۔ کیمیائے سیم و زر۔

۲۔ کیمیائے تاثیر نظر۔

۳۔ اور کیمیائے امر۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اللہ کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے۔"

ابیات

سنہ ہجری کے ایک ہزار ایک سو سے تین (سال) کم ہیں۔ (یعنی ۱۰۹۷ھ ہے) کہ معبود کے فضل و کرم سے میری یہ سرّ اسرار بھری تصنیف مکمل ہو گئی۔

جو اس کا مطالعہ کرے گا، (یقیناً) راز پائے گا۔ اور توحید کی معرفت ایک نکتہ کے ذریعہ سے سمجھ لے گا۔

وہ عالم اور عارف الٰہی تھا۔ ازل سے ہی اس کے قلم کی نوک کی سیاہی تلوار ہے۔

جو شخص فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا راز دار ہو جاتا ہے، اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور وہ ہرگز نہیں مرتا۔

طالب صادق حبیب اللہ را چہار توفیق از مرشد عطا گردد کہ آن شرح محض مطلق مشق کتب مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات کہ از غیر ماسوی اللہ میکند نجات، نزدیک خالق پسند و نزدیک خلق ناپسند۔

بیت

ہر کہ باشد پسند خالق پاک ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

قولہ تعالیٰ :۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ [1]

شرح مشق

بدانکہ مشق مغز محبت اللہ و مشق مغز معرفت اللہ و مشق مدام معراج و شرف دیدار بحضور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مشق مراتب معراج است۔ صاحب مشق فی الدنیا والآخرۃ لایحتاج است صاحب مشق بر سر اولیاء، مشق مراتب سرتاج است۔ صاحب مشق ہمیشہ غرق بمشاہدۂ ربوبیت ذات لازوال است روز اوّل بشروع مشق، مراتب معرفت اللہ است۔ مشق مقرب رحمانی و قدرت سبحانی و بتائید روح جسمانی قلب زندہ و نفس فانی۔ صاحب مشق دوام فقر تمام در لامکانی عین العیانی راہ است، کہ آن راہ را چند مراتب گواہ است کہ غالب بر ہر روحانیت ارواح است کہ صاحب مشق طرفہ زد بسیر ہزاران سالان راہ است۔ ہر کہ از مشق راہ نداند، از فقر معرفت آگاہ ندارد۔

---

[1] سورہ آل عمران، ۳ : ۱۸

صادق طالب حبیب اللہ کو مرشد سے چار توفیقات عطا ہوتی ہیں جن کی شرح محض مطلق یہ ہے کہ یہ بات اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ کتب مرقوم سے حاصل ہوتی ہے جو غیر اللہ سے نجات دلاتی ہے۔ اور جو خالق کے نزدیک پسند اور خلقت کے نزدیک ناپسند ہے۔

بیت

جو اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے، وہ پاک ہے۔ اگر وہ خلقت کو پسند نہ بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی۔ وہی انصاف کا حاکم ہے۔"

شرح مشق

اے طالب صادق! (اچھی طرح) جان لے کہ مشق محبت الٰہی کا مغز اور معرفت الٰہی کا خلاصہ ہے۔ اور مشق ہی سے دائمی معراج اور شرف دیدار اور حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتے ہیں۔ مشق ہی مراتب کی معراج ہے۔ صاحب مشق دنیا اور عقبیٰ میں لایحتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق اولیاؤں کا سردار اور مراتب مشق میں سرتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق مشاہدۂ ربوبیت ذات لازوال میں ہمیشہ غرق ہوتا ہے۔ مشق کے شروع کرتے ہی پہلے روز معرفت الٰہی کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ مشق مقرب رحمانی اور قدرت سبحانی ہے۔ اور تائید روح جسمانی سے قلب زندہ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ صاحب مشق ہمیشہ لامکانی اور عین العیانی فقیر کامل ہوتا ہے۔ اس کی کئی علامات ہیں۔ وہ یہ کہ وہ ہر ایک روحانیت پر غالب ہوتا ہے۔ ایک لحظہ میں ہزاروں سال کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ جو کوئی مشق کا طریقہ نہیں جانتا، وہ فقر و معرفت سے آگاہی نہیں رکھتا۔

ابیات

ہرکرا راہ بود از مشق راز — عارف باللہ شود حق بی نیاز

ہرکہ صاحب مشق غرقش در وجود — ہردمی قاتل شود نفس یہود

مشق در طریق قرب الحق است کہ از تصور اسم اللہ ذات برحق است۔ ہرکہ از طریقۂ قادری مشق ندارد، راہ معشوقی و محبوبی از کجا آرد؟ و مشق باد جود چنان عمل، چنانچہ سیاہی بر کاغذ۔

اقسام طریقۂ قادری

طریقۂ قادری دو قسم است:۔

اوّل: کامل مکمل اکمل، نور الہدیٰ، عارف باللہ، باخدا، قہر برنفس، صاحب مطمئنہ، روحانی، زندہ قلب و نفس فانی۔

دوم: سروری قادری و زاہدی قادری۔

چون این مجموعہ یک شود، آن را جامع الجمیعت جوہر قادری گویند۔

قطعہ

ہر سخن ما را سریست از خدا — ہر سخن سریست کہ از مصطفیٰؐ

ہر سخن سر است با اسرار راہ — ہر سخن سری برد با حق نگاہ

ہرکہ خواند عالمی عامل شود — ہرکہ داند عالمی کامل شود

کہ طالب در غلط و خطا نرود و دوام باقرب وصال میماند باجمیعت۔ احوال او برحال لازوال۔

ابیات

جس کسی کو مشق راز الٰہی کا طریقہ آتا ہو، وہ خداوند بے نیاز کا عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

جو صاحب مشق ہے، وہ وجود خداوند میں فنا ہے۔ وہ ہر وقت اپنے یہودی نفس کو قتل کرتا ہے۔

طریق کی مشق باعث قرب خداوندی ہے، کیونکہ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے برحق ہے۔ جسے طریق قادری کی مشق حاصل نہیں، اُسے معشوقی و محبوبی کا طریقہ کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور مشق وجود میں وہی عمل کرتی ہے، جو سیاہی کاغذ پر کرتی ہے۔

طریقۂ قادری کی اقسام

طریقۂ قادری کی دو قسمیں ہیں:۔

اوّل: کامل مکمل اکمل، نور الہدیٰ، عارف باللہ، باخدا، نفس پر قہر کرنے والا، صاحب نفس مطمئنہ، روحانی، زندہ قلب، فانی نفس۔

دوم: سروری قادری اور زاہدی قادری۔

جب یہ تمام ایک میں جمع ہو جائیں، تو اُسے جامع الجمیعت جوہر قادری کہتے ہیں۔

قطعہ

میری ہر بات خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات راز خداوندی ہے۔

ہر بات راز ہے اور رازوں کا راستہ دکھاتی ہے۔ ہر ایک بات نگاہ حق کے ساتھ کسی نہ کسی راز کا پتہ دیتی ہے۔

جو عالم اسکو پڑھے گا، عامل ہو جائیگا۔ جو عالم اس کو جان جائیگا، کامل ہو جائے گا۔

کیونکہ طالب کبھی غلطی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اور وہ ہمیشہ جمیعت کے ساتھ قرب وصال الٰہی کے ساتھ رہتا ہے۔ اسکے احوال لازوال کیفیت پر رہتے ہیں۔

اوّل توفیق از نظر مرشد ناظر آنچہ فی السّمٰوٰت والارض جُملگی در نظر اُو حاضر۔ دوّم توفیق جملہ حاضرات از تصوّر اسم اللہ ذات از مشرق تا مغرب، قاف تا قاف در حکم اختیار اوست۔ ربع مسکون در طی سیر، برّ و بحر در نظر اُو برابر است و خاک سیم زر کند و اگر گدا را خواہد بادشاہ ہفت اقلیم کند و بنوازد و اگر بادشاہ ہفت اقلیم را خواہد معزول سازد۔

ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ

فقیر آنست کہ امتحان کردہ شد۔ ابتدا را انتہا معرفت رسیدہ کہ سخن اُو تا قیامت ردّ نگردد۔ ہر سخن اُو از کُنہ کُن۔ ہر چیزی را کہ گوید شو، بشود بامر اللہ تعالیٰ، خواہ در دیر، خواہ در دم۔

پس معلوم شد کہ از لشکر ہزاران ہزار بر مہمّات خزانہ خرچ کردن بیشمار و بر حکمت طلسمات آوردن اعتبار۔ ازین جُملہ بہتر است طرفہ زد توجّہ فقیر، فکر یکبار، این خدمت بر فقیر اولیا راست۔

بیت

حمایت را کہن دامان درویش بہ از سدّ سکندر صد مدد بیش

مہمّات بادشاہ گرفتن ہفت اقلیم قلعہ ہای کوہ، اگرچہ مثل آہن سخت باشند، ہرگز مہمّات لسرانجام نرسد تا آنکہ توجّہ نظر باطن فقیر نکند۔ المطلب آنکہ دعای ایمان و دعای سلطان دعائین فرض عین است۔ آری یقین است کہ ظلّ اللہ تابع فقرای اہل اللہ است۔ ہر کہ یافت بادشاہی کونین از فقیران و درویشان یافت۔ ہر کہ منکر ایشان، بی جمعیت ہمیشہ و پریشان۔ فقیر را شناختہ می شود از قوّت توفیق دعوت

پہلی توفیق کا کمال

نگاہ مرشد سے پہلی توفیق جو طالب کو حاصل ہوتی ہے، وہ یہ کہ ارض و سماوات کی ہر چیز اس کے لیے حاضر ناظر ہو جاتی ہے۔ دوسری توفیق یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات سے مشرق سے مغرب، قاف سے قاف تک سب اس کے حکم و اختیار میں آجاتے ہیں۔ تمام جہان کی سیر کر سکتا ہے۔ خشکی اور تری اس کی نظر میں یکساں ہوتی ہے۔ وہ خاک کو (نظر سے) سونا چاندی بنا سکتا ہے۔ اگر چاہے، تو گدا کو سات ولایتوں کا بادشاہ کر دے۔ اور اس کو نواز دے۔ اور اگر چاہے، تو سات ولایتوں کے بادشاہ کو معزول کر دے۔ بھلا سُنی ہوئی چیز دیکھی ہوئی چیز کی مانند کب ہو سکتی ہے۔

فقیر وہ ہے کہ جس کی آزمائش کر لی جائے۔ اور اس کی ابتدا معرفت کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ اس کی بات قیامت تک ردّ نہ ہو۔ اس کی ہر ایک بات کُنہ کُن سے ہو۔ جس چیز کو ہونے کے لیے کہے، وہ دیر سے یا جلدی بحکم خداوندی ہو جائے۔

پس معلوم ہُوا کہ ہزار ہا لشکر سے جنگی امور پر بیشمار خزانہ خرچ کرنا اور قابل اعتماد حکمت عملی پر طلسماتی نتائج نکالنا، ان سب سے بہتر فقیر کی ایک لمحہ کی توجہ اور فکر ہے۔ یہ خدمت فقیر ولی اللہ کے سپرد ہوتی ہے۔

بیت

کہنہ دامن (سادہ لباس میں ملبوس) درویش کی حمایت سدّ سکندری جیسی سینکڑوں امدادوں سے بڑھ کر ہے۔

ساتوں راجدھانیوں کو مسخر کرنے اور کوہستانی قلعوں کو تسخیر کرنے کے لیے بادشاہ کی مہمّات خواہ لوہے کی مانند کیسی ہی سخت ہوں، فقیر کی باطنی توجہ و نظر کے بغیر ہرگز سر نہیں ہوتیں۔ مطلب یہ کہ ایمان اور بادشاہ کے لیے دعائیں کرنا عین فرض ہے۔ یقیناً بادشاہ اہل اللہ فقرا کے تابع ہوتا ہے۔ جس نے دونوں جہان کی بادشاہی پائی، اس نے فقیروں اور درویشوں سے پائی۔ جو کوئی ان کا منکر ہے، وہ ہمیشہ بے جمعیت اور پریشان

کامل، شہسوار اہلِ قبور۔

شرح دعوت

در وقت شب تنہا نزدیک قبر اولیاء اللہ تیغ برہنہ برود و بر قبر سوار شود مثل سواری، چنانچہ سواری اسپ۔ ہر چہ داند از قرآن بخواند و اگر کسی بگوید کہ آداب قبر بزرگان نگاہداشتن لازم و ضرور است۔ جواب بگو کہ قبر و آداب قبر و آداب روحانی بہتر است یا بخواندن قرآن۔ بہتر آنست ہر طریق کہ داند بر قبر سوار گردد و بخواند کہ قرآن روحانی صاحب قبر را عزت و عظمت و شرف و مراتب زیادہ تر فخر میگردد۔

این چنین دعوت خواند عامل و کامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہدیٰ عارف خدا قادری قوت العلوم با مقام رسیدہ حیّ و قیوم است۔ کافی و کل از دعوت کشایندہ ہر مشکل۔

ابیات

روحانی می برآید از قبر شد ہم سخن — و این مراتب عارفان از کُنہ کُن

یا دلیلش وہم یا سخن از خیال — یا بود الہام یا قربش وصال

یا بود آگاہ در نظر ستش نگاہ — یا بود عین العیان یا قرب از اللہ

شد مراتب اہل دعوت دم بدم — اہل دعوت انتہا نیست غم

در در راز میشود زان ترتیب تر — دعوتی باشد چنین صاحب نظر

رہتا ہے۔ فقیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ دعوت کی توفیق کی قوت سے کامل اور اہلِ قبور کا شہسوار ہوتا ہے۔

شرح دعوت

شرح دعوت کا طریق یہ ہے کہ رات کے وقت تنہا کسی تیغ برہنہ ولی اللہ کی قبر پہ جائے اور قبر پر اس طرح سوار ہو جائے، جس طرح گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور جتنا قرآن مجید اُسے یاد ہو، پڑھے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے (اعتراض کرے) کہ بزرگوں کی قبروں کا آداب ملحوظ رکھنا ضروری اور لازمی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر اور روحانی کے آداب (بیشک) بہتر یا قرآن مجید کا پڑھنا بہتر ہے۔ اچھا یہ ہے کہ جس طریق سے وہ چاہے، قبر پر سوار ہو جائے اور قرآن مجید سے پڑھے، کیونکہ اس طرح قرآن پاک پڑھنے سے صاحب قبر روحانی کی عزت، عظمت، شرف، مراتب اور فخر زیادہ ہوتا ہے۔

اس قسم کی دعوت عامل، کامل، مکمل، جامع نور الہدیٰ اور عارف باللہ قادری ہی پڑھ سکتا ہے جسے قوت علمی کی وجہ سے حیّ و قیوم کے مرتبہ پر پہنچنا نصیب ہو اور دعوت سے ہر مشکل حل کر سکے۔

ابیات

روحانی شخص قبر سے باہر آکر ہمکلام ہوتا ہے۔ اور یہ مراتب عارفوں کو کُن کی ماہیت سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کی دلیل سے وہم ہو یا بات خیال سے ہو۔ یا الہام ہو، اس کے قرب وصال سے حاصل ہوتا ہے۔

یا باخبر ہو یا اس کی نظر کے اشارے پر نگاہ ہو۔ یا قرب الٰہی سے عین العیان ہو گیا ہو۔

جب تک دم میں دم ہے، اہل دعوت کو یہ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اہل دعوت کو انجام و آخر کا کوئی غم نہیں ہوتا ہے۔

اس ترتیب سے راز خداوندی اس سے بہت قریب ہو جاتے ہیں۔ اہل دعوت ایسا صاحب نظر ہونا چاہیے۔

تا نخوانی وردِ زان غیب درُود | خواندنِ دعوت نباشد ہیچ سود
وردِ غیبی چیست آن وردی چہ نام | از مصطفیؐ حاصل شود غیب از مقام
اسم اعظم گفت نبویؐ از کرم | ہر کہ دعوت خواند اعظم شد ختم

صاحب دعوت عامل، کامل، کُلّ الکلید، فقیر نوُر الہدیٰ، سرّ خدا۔ لایق دعوت خواندن وجود فقیر است و فقیر کہ دعویٰ فقر کند، ازو طلب کن دو گواہ۔

ف از فقر خاصہ راہ اوّل گواہ،

راہ ف فقر فنا نفس۔

فرق از فتنہ فساد، فضیحت دنیا و شیطان۔

دوم گواہ راہ اللہ فقر فرحت روح بفضل اللہ فیض، بر حق نظر، از باطل بی خبر۔

ہر کہ دعویٰ دعوت کند، ازو طلب کُن دو عین۔ یکی عین عابد عارف باللہ۔ دوم عین عین اربعین عاقبت بالخیر، باخبر از عرش تا تحت الثریٰ آنچہ طبقات از ماہ تا ماہی قدرت الٰہی ہر و بر رسد، آگاہی او بمد نظر۔ اینست اہل دعوت عامل کامل ولی اللہ، اہل اللہ، غالب بر ظلّ اللہ، اولی الامر۔

ابیات

باہوؒ فقر دعوت را شناسد با نظر | گرچہ می پوشد لباس سیم و زر

جب تک تو ایسا غیبی ورد اور درود اُن پر نہیں پڑھے گا۔ تو صاحب دعوت نہیں، تیرے دعوت پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ورد غیبی کیا ہے؟ اس ورد کا کیا نام ہے؟ غیب کا مقام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

اسم اعظم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کرم سے تعلیم فرمایا ہے۔ جس نے اسم اعظم کی دعوت پڑھی، وہ فنا کے مقام کو پہنچ گیا۔

صاحب دعوت عامل، کامل، کُلّ الکلید، فقیر نور الہدیٰ اور سرّ خدا ہوتا ہے۔ دعوت پڑھنے کے لایق فقیر کا وجود ہوتا ہے۔ اور جو فقیر فقر کا دعویٰ کرے۔ اس سے دو گواہ طلب کر۔

اوّل: فقر خاصہ راہ۔

دوم: فقر فنائے نفس۔

اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دنیا اور شیطان کے شر و فساد اور فضیحت سے فارغ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کے فقیر کی دوسری علامت یہ ہوتی ہے کہ بفضل و فیض خدا اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے، اس کی نگاہ حق پر ہوتی ہے اور باطل سے (بالکل) بے خبر ہوتا ہے۔

جو کوئی دعوت کا دعویٰ کرے۔ اس سے دو گواہ طلب کر۔ ایک گواہ (علامت) تو یہ ہے کہ وہ عابد اور عارف باللہ ہو۔ دوسرے عین اربعین عاقبت بالخیر اور عرش سے تحت الثریٰ تک اور آسمان سے زمین تک کے سارے طبقات سے بقدرت الٰہی باخبر ہو اور ہر چیز اس کے مدّ نظر ہو۔ اس قسم کا اہل دعوت عامل، کامل ولی اللہ، اہل اللہ، ظلّ الٰہی (بادشاہ) پر غالب اور اولی الامر ہوتا ہے۔

ابیات

باہوؒ صاحب دعوت فقیر کو ایک نظر میں پہچان لیتا ہے۔ اگرچہ اس فقیر نے سونے چاندی کا زرق برق لباس ہی کیوں نہ پہن رکھا ہو۔

باھُوؒ کاملان را می شناسد بانظر   گرچہ پوشد ہر لباسی از فقر

○

صاحب قوت و تصور اسم اللہ ذات حضوری دفقیر یکہ از مرتبۂ ملاقات روحانیت انبیاء اللہ قبور دارد و نہ معرفت از اسم اللہ ذات حضور، آن را فقیر نتوان گفت۔ اگرچہ از ہوای نفس بکشف کرامات مغرور از قرب حق بعید دور تر و فقیر نتوان گفت کہ دوام غرق توحید نیست در دست او کلید نیست۔ در ہر مشکل کہ آنرا انداز د قفل مراتب را واساز د و بکشاید و بنماید۔

سوم توفیق دعوت قبور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ را در قید خود آوردن و مسخرات کردن، ہر وقت خواہد میشود حضور۔

چہارم توفیق ردای اسم اللہ بر تن پوشد۔ دوام از خون جگر نوشد۔ ہر کہ با این توفیق چہارم برسد۔ ولی اللہ شد۔ دوام بہ نظر اللہ منظور، ہمیشہ در نظر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور، اینست مراتب ابتدا طالب عارفان۔

ای احمق بی شعور! این را نیز توفیق ابتدا گویند کہ ہر پنج تصرف در قید در آرند و ہر یک تصرف را بگذارند و معرفت فقر توحید را بر دارند۔ این را صاحب ترک و توکل گویند این نہ فقیر درویش اند کہ مکارہ و بر سر در پیش اند۔

مصرعہ ؎ از دست نارساست کہ مکارہ پارساست

شرح طالب اللہ

بشروع تصور اسم اللہ ذات در وجود مرقوم تصرف باتوجہ، تفکر باطنی بگردد و در مراقبہ رود، گوئی بمیرد آنچہ ملاقات منزلات جان کندن و قبر و یوم الحشر حساب کتاب ہر یک بہ بیند و از پلصراط بگذرد و در بہشت رود، نظر با حور قصور نکند، داخل مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میشود و مشرف دیدار پروردگار و باز چشم از

باھُوؒ کاملوں کو ایک نظر میں شناخت کر لیتا ہے۔ اگرچہ (اس) فقیر نے کوئی بھی لباس پہن رکھا ہو۔

(فقیر کی پہچان یہ ہے) کہ وہ صاحب قوت ہو اور تصور اسم اللہ ذات کے ساتھ ساتھ صاحب حضور ہو۔ جس فقیر کو انبیاء اور اولیاء اللہ کے قبور کی روحانیت اور ملاقات کے مرتبے اور اسم اللہ ذات کی معرفت اور حضوری حاصل نہیں، اُسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ جو فقیر اپنے کشف و کرامات پر نفسانی خواہشات کی بنا پر مغرور ہو، وہ قرب حق سے بعید اور دُور تر ہوتا ہے۔ اسے ہرگز فقیر نہیں کہہ سکتے، کیونکہ وہ ہمیشہ غرق توحید نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ میں چابی نہیں ہے، جس سے ہر مشکل کا قفل کھول سکتا ہو اور دکھلا سکتا ہو۔

تیسرے دعوت قبور کی توفیق جس سے انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح کو اپنی قید اور تصرف میں لا سکتے ہیں اور جس وقت چاہیں، حاضر کر سکتے ہیں۔

چوتھے اسم اللہ ذات کی توفیق کی چادر کو زیب تن کرنا، ہمیشہ خون جگر پینا۔ جو اس چوتھی توفیق کو حاصل کر لیتا ہے، وہ ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے۔ اور اسے ہمیشہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ عارف طالبوں کے ابتدائی مراتب ہیں۔

اے احمق بے شعور! اسے توفیق ابتدا بھی کہتے ہیں کہ پانچوں تصرف ہاتھ میں لائیں اور پھر ہر ایک تصرف کو چھوڑ دیں، معرفت فقر اور توحید کو اختیار کریں، اسے صاحب ترک و توکل کہتے ہیں۔ یہ فقیر درویش نہیں، بلکہ مکار اور سر در کے گداگر ہیں ؎

مصرعہ: مکارہ میں طاقت نہیں رہی، اس لیے وہ پارسا بن گئی ہے۔

شرح طالب اللہ

تصور اسم اللہ ذات کے شروع میں وجود مرقوم میں توجہ و تفکر باطنی کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور مراقبہ میں جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور جانکنی، قبر اور روز قیامت اور حساب کتاب کی منازل طے کرتے وقت ہر چیز کو ملاحظہ کرتا ہے۔ وہ پلصراط سے (با آسانی) گزر جاتا ہے۔ اور بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ حور و قصور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور دیدار

باہُوؒ کاملان رامی شناسد بانظر　　گرچہ پوشد ہر لباسی از فقر

○

صاحب قوّت و تصوّر اسم اللّٰہ ذات حضوری و فقیریکہ از مرتبۂ ملاقات روحانیت انبیاء اللہ قبور دارد و نہ معرفت از اسم اللّٰہ ذات حضور، آن را فقیر نتوان گفت. اگرچہ از ہوای نفس بکشف کرامات مغرور از قرب حق بعید دور تر و فقیر نتوان گفت کہ دوام غرق توحید نیست در دست اُو کلید نیست. در ہر مشکل کہ آنرا انداز د قفل مراتب را واسازد و میکشاید و مینماید.

سوم توفیق دعوت قبور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ را در قید خود آوردن و مسخرات کردن، ہر وقت خواہد میشود حضور.

چہارم توفیق ردای اسم اللّٰہ بر تن پوشد. دوام از خون جگر نوشد. ہر کہ با این توفیق چہارم برسد. ولی اللّٰہ شد. دوام بمد نظر اللّٰہ منظور. ہمیشہ در نظر محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم حضوریا نیست مراتب ابتدا طالب عارفان.

ای احمق بی شعور! این را نیز توفیق ابتدا گویند کہ ہر پنج تصرف در قید در آرند و ہر یک تصرف را بگذارند و معرفت فقر توحید را بر دارند. این را صاحب ترک و توکل گویند این نہ فقیر درویش اند کہ مکارہ و بر ہر در بیش اند.

مصرعہ　　از دست نارساست کہ مکّارہ پارساست

شرح طالب اللّٰہ

بشروع تصوّر اسم اللّٰہ ذات در وجود مرقوم تصرّف با توجہ تفکر باطنی بگردد و در مراقبہ رود، گوئی بمیرد آنچہ ملاقات منزلات جان کندن و قبر و یوم الحشر حساب کتاب ہر یک بہ بیند و از پلصراط بگذرد و در بہشت رود، نظر با حُور قصور نکند، داخل مجلس محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میشود و مشرّف دیدار پروردگار و باز چشم از

باہُوؒ کاملوں کو ایک نظر میں شناخت کر لیتا ہے۔ اگرچہ (اس) فقیر نے کوئی بھی لباس پہن رکھا ہو۔

(فقیر کی پہچان یہ ہے) کہ وہ صاحب قوّت ہو اور تصوّر اسم اللّٰہ ذات کے ساتھ ساتھ صاحب حضور ہو۔ جس فقیر کو انبیاء اور اولیاء اللہ کے قبور کی روحانیت اور ملاقات کے مرتبے اور اسم اللّٰہ ذات کی معرفت اور حضوری حاصل نہیں، اُسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ جو فقیر اپنے کشف و کرامات پر نفسانی خواہشات کی بنا پر مغرور ہو، وہ قرب حق سے بعید اور دُور تر ہوتا ہے۔ اسے ہرگز فقیر نہیں کہہ سکتے، کیونکہ وہ ہمیشہ غرق توحید نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ میں چابی نہیں ہے، جس سے ہر مشکل کا قفل کھول سکتا ہو اور دکھلا سکتا ہو۔

تیسرے دعوت قبور کی توفیق جس سے انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح کو اپنی قید اور تصرّف میں لا سکتے ہیں اور جس وقت چاہیں، حاضر کر سکتے ہیں۔

چوتھے اسم اللّٰہ ذات کی توفیق کی چادر کو زیب تن کرنا، ہمیشہ خون جگر پینا۔ جو اس چوتھی توفیق کو حاصل کر لیتا ہے، وہ ولی اللّٰہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اللّٰہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے۔ اور اسے ہمیشہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ عارف طالبوں کے ابتدائی مراتب ہیں۔

اے احمق بے شعور! اسے توفیق ابتدا بھی کہتے ہیں کہ پانچوں تصرّف ہاتھ میں لائیں اور پھر ہر ایک تصرّف کو چھوڑ دیں، معرفت فقر اور توحید کو اختیار کریں، اسے صاحب ترک و توکل کہتے ہیں۔ یہ فقیر درویش نہیں، بلکہ مکّار اور ہر در کے گداگر ہیں۔

مصرعہ: مکّارہ میں طاقت نہیں رہی، اس لیے وہ پارسا بن گئی ہے۔

شرح طالب اللّٰہ

تصوّر اسم اللّٰہ ذات کے شروع میں وجود مرقوم میں توجہ و تفکر باطنی کے ساتھ تصرّف کرتا ہے اور مراقبہ میں جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور جانکنی، قبر اور روز قیامت اور حساب کتاب کی منازل طے کرتے وقت ہر چیز کو ملاحظہ کرتا ہے۔ وہ پلصراط سے (بآسانی) گزر جاتا ہے۔ اور بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ حور و قصور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ مجلس محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور دیدار

خواب مراقبہ میگیرد واز تجلیات بیدار آن وجود مجلس ظاہر شد وظاہر ورد خواند استغفار۔
ہر وقت وہر لحظہ وہر ساعت وہر دم در وجود از مشق اسم اللہ ذات سکر مستی پیدا میشود۔
و در خواب مراقبہ میرود، مدخل مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میشود، برکت
مجلس حبیب مشرف دیدار رب العالمین نصیب۔

این مراتب راچہ نام است کہ انتہا مشرف لقا مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم در ابتدا الشروع تمام است۔ فقیر مرد آنند کہ صاحب گنج در نظر گنج دارند۔
از برای شوم طمع نفس یکدرم نہ بردارند۔

بیت

نفس را رسوا کنم بہر از گدا   بر سر دری قدمی زنم بہر از خدا

فقر و معرفت و توحید و تجرید و تفرید و نہ زبان از زبان، نہ گوش از گوش، نہ چشم از
چشم، نہ دست از دست، نہ پا از پا، راہ باطن توفیق، صدیق تحقیق است۔ قلب از
قلب، روح از روح، سر از سر، مشاہدہ از مشاہدہ، تصور از تصور، تصرف از تصرف،
واسرار از اسرار، قرب از قرب، معرفت از معرفت، تجلیات از تجلیات، نور از نور،
حضور از حضور، فنا از فنا، بقا از بقا، اینست مجمل مجموعہ توحید ذات، وحدانیت
استغراق باخدا و برآمدن از کفر شرک۔ جوارح اعمال ہوا۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ
یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ [1]

این توفیق نیز از تصور اسم اللہ ذات است۔ و نہ بظاہر واردات، درجات کہ

[1] مسلم، ج ٨، ص ١١، مسند احمد، ج ٢، ص ٢٨٥، احیاء العلوم، ج ٣، ص ١٩٠۔

پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔ وہ پھر خواب مراقبہ میں چلا جاتا ہے اور تجلیات مجلس سے
بیدار ہو کر اس کا وجود ظاہر ہو جاتا ہے اور ظاہراً طور پر استغفار کا ورد کرنے لگتا ہے۔ ہر
وقت، ہر لحظہ، ہر گھڑی اور ہر دم وجود میں اسم اللہ ذات کی مشق سے سکر اور مستی پیدا ہوتی
ہے۔ (بعد ازاں) وہ پھر خواب مراقبہ میں چلا جاتا ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں داخل ہو جاتا ہے۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی برکت سے رب العالمین
کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔

ان مراتب کا کیا نام ہے کہ لقائے مجلس سے مشرف ہونے کی انتہا ابتدا ہی
میں اپنی تمامیت کو پہنچ جاتی ہے۔ مرد فقر وہ ہیں، جو صاحب گنج ہیں اور اپنی نظر میں خزانے
رکھتے ہیں اور اپنے بدبخت لالچی نفس کے لیے ایک درم بھی پس انداز نہیں کرتے۔

بیت

باھُوؒ میں گدائی کے لیے اپنے نفس کو ذلیل و رسوا کرتا ہوں، اور خدا کی خوشنودی کی
خاطر ہر دروازے پر جاتا ہوں۔

فقر، معرفت، توحید، تجرید اور تفرید کی راہ نہ زبان، زبان سے، نہ کان، کان سے، نہ
آنکھ، آنکھ سے، نہ ہاتھ، ہاتھ سے اور نہ پاؤں، پاؤں سے حاصل کر سکتا ہے، بلکہ باطنی
راہ توفیق، تصدیق اور تحقیق ہے، جو قلب، قلب سے، روح، روح سے، سر، سر سے،
مشاہدہ، مشاہدہ سے، تصور، تصور سے، تصرف، تصرف سے، اسرار، اسرار سے، قرب،
قرب سے، معرفت، معرفت سے، تجلیات، تجلیات سے، نور، نور سے، حضور،
حضور سے، فنا، فنا سے، اور بقا، بقا سے حاصل کرتا ہے۔ یہ مجمل مجموعہ توحید ذات،
وحدانیت، استغراق باخدا اور کفر و شرک سے نکلنا ہے۔ اعضاء کے اعمال صرف
نفسانی خواہشات ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-
"بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ اس کی
نگاہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں پر رہتی ہے۔"

(پس) یہ توفیق بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ[1] واقع است ۔

بیت

نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم ۔ چو کاغذیم کہ در سوزش است خندۂ ما

دوام بہ تصور از خود بیخود، اگرچہ با مردم ظاہر ہم سخن عوام، باطن تمام ہم صحبت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ[2]

اگر کسی را اعتبار نا شد، سست دین و بی یقین بود مثل منافق حاسد مردہ دل سیاہ، در آن وقت مجلس در باطن نبی اللہ را صورت بموافق حلیۂ نبوت ببیند، این نیز مراتب از توفیق است کہ تحقیق است، ہر کہ شک آرد، کافر گردد، زندیق است ۔

بیت

مرد مرشد میبرد مجلس حضور ۔ مرشد نامرد برخود خود غرور

بشنو! ای مردہ دل سیاہ نابینا کہ لباس پوشیدہ بر تن از نفاق کہ این علم است کہ از عین العلم حیات کنندہ مردہ قلب قالب ممات را کہ حی القلب و یمیت النفس و نہ در وجود ہوا ماند و نہ ہوس ۔ این علم را عارفان روز اول مر طالبان حق را سبق میدہند و علم تعلیم میکنند سینہ بسینہ علم سینہ ۔ معرفت حاصل نشود از علم در سینہ ۔

---

[1] الحدیث [2] مشکوٰۃ

واردات و درجات سے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔
"نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے بمنزلہ گناہ ہیں۔"

بیت

میں کباب نہیں ہوں کہ جلتے وقت روؤں ۔ بلکہ ہم تو کاغذ کی طرح ہیں، کہ جلن میں ہنستے ہیں ۔

(اور) دائمی طور پر تصور میں بے خوف رہنا، خواہ ظاہر میں عام لوگوں سے بات چیت کریں، لیکن باطن میں حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے کلی طور پر ہم صحبت رہیں۔
جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔
"جس نے مجھے دیکھا، پس ٹھیک اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت کبھی نہیں بن سکتا۔"

اگر کسی کو اس پر اعتبار نہ ہو، تو وہ دین میں سست ہے، اور منافق کی طرح بے یقین، حاسد اور مردہ دل اور سیاہ دل ہے ۔ (اگر یقین ٹھیک ہو، تو اس وقت باطن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کو حلیہ مبارک کے موافق ضرور دیکھے گا۔ یہ مراتب بھی توفیق کے طفیل تحقیق ہو چکے ہیں۔ جو ان پر شک کرتا ہے، وہ کافر اور بے دین ہے ۔

بیت

مرشد کامل حضور کی مجلس میں لے جاتا ہے ۔ مرشد ناقص اپنے اعمال پر مغرور ہوتا ہے ۔

اے مردہ و سیاہ دل نابینا اور بدن پر نفاق اور کینہ کا لباس پہنے ہوئے! غور سے سن، کہ یہ ایک علم ہے، جسے عین العلم کہتے ہیں۔ اس سے مردہ قلب اور قالب زندہ ہو جاتے ہیں، نفس مر جاتا ہے اور وجود میں حرص و ہوا کا نام تک نہیں رہتا ۔ یہ علم عارف لوگ طالبوں کو بالخصوص پہلے روز سکھاتے ہیں۔ یہ علم سینہ بہ سینہ حاصل ہوتا ہے۔ معرفت اس علم سے حاصل نہیں ہوتی، جو سینے میں ہو۔

بیت

علم رسمی سینہ صافان را نمی آید بکار — چون شود آئینہ روشن بی نیاز از جوہر است

بدانکہ فقیری معرفت سلک سلوک از ابتدا و انتہا علم است ۔ از علم شریعت قرآن و حدیث بیرون نیست کہ باطن موافق ظاہر برحق است کہ از حق است ۔ باطن مخالف ظاہر باطل است کہ بر باطل است ۔ فقیر عارف باللہ دہ تحصیل علم دارد ۔ بعد ازان لایق تلقین ارشاد وسیلہ است ۔

اوّل : علم تحصیل زبان ، اکل الحلال و صدق المقال ۔ ہر سخنی کہ از زبان آدمی برآید ، موافق نص ، حدیث قال ۔

دوّم : تحصیل علم تصوّف ، صفیت القلوب تصدیق ۔

سوّم : علم روح المقدّس ۔

چہارم : علم تحصیل مخالف نفس ، محاسبہ با انصاف نفس ۔

پنجم : تحصیل علم سیر بی حجاب فنا از فنا ۔

ششم : تحصیل علم اسرار ، بقا باللہ ، بقا از بقا ۔

ہفتم : تحصیل علم معرفت ، محض ہر کاریکہ او باشد حسبۃً للہ ۔

ہشتم : تحصیل علم عفو ، لَا تَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ ۔

نہم : تحصیل علم از دعوت قبور ، ملاقات با روحانیت مغفور ۔

دہم : تحصیل علم از حاضرات اسم اللہ ذات ۔

حصول شناسائی از ہمہ علوم

طالب اللہ را یکدم ہر یک علم علوم روشن ضمیر واضح معلوم گرداند ، از سبق اوّل

بیت

رسمی علم صاف دل لوگوں کے کام نہیں آتا ۔ جب (دل کا) شیشہ روشن ہو جاتا ہے ، تو وہ جوہر سے بے نیاز ہو جاتا ہے ۔

(اے طالب حقیقی !) (اچھی طرح) جان لے کہ فقیری ، معرفت خداوندی اور سلک سلوک علم سے ہی شروع ہوتی ہے اور علم پر ہی ختم ہوتی ہے ۔ اور شریعت ، قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے باہر نہیں ہے ۔ جو باطن ظاہر کے موافق ہے ، برحق ہے ، کیونکہ منجانب اللہ ہے ۔ اور جو باطن ظاہر کے مخالف ہے ، وہ باطل ہے ۔ اس لیے کہ وہ باطل پر مبنی ہے ۔

فقیر عارف باللہ پہلے دس علم حاصل کرتا ہے ۔ بعد ازاں تلقین وارشاد وسیلہ کے لائق ہوتا ہے ۔ وہ علم یہ ہیں :

اوّل : علم تحصیل زبان ، حلال روزی کمانا اور سچ بات کہنا ۔ انسان کی زبان سے جو بات بھی نکلے ، وہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو ۔

دوّم : تحصیل علم تصوف ، تصدیق قلب کے نتیجہ میں صفات کی جلوہ گری ۔

سوّم : علم روح المقدس ۔

چہارم : علم تحصیل خلاف نفس اور محاسبہ با انصاف نفس ۔

پنجم : تحصیل علم سیر بے حجاب اللہ فنا ، از فنا ۔

ششم : تحصیل علم معرفت اسرار ، بقا باللہ ، بقا از بقا ۔

ہفتم : تحصیل علم معرفت الٰہی ، اور ہر ایک کام محض للہ کرنا ۔

ہشتم : تحصیل علم عفو ، خوف نہ کھاؤ اور مغموم نہ ہو ۔

نہم : تحصیل علم دعوت قبور اور روحانیت مغفور کی ملاقات ۔

دہم : تحصیل علم حاضرات اسم اللہ ذات ۔

تمام علوم سے شناسائی کا حصول

اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب اللہ ایک ہی دم میں تمام علم علوم سے

خواندن از ہیچ چیز مخفی نماند۔

آنچہ در باطن بہ بیند و بداند و بشناسد و ہم سخن شود، آن غیب نیست. عطاء اللہ لاریب است. ازاں چیزکہ در باطن نفع گیرد، نافع المسلمین گردد۔ ازاں باطن ظاہر کسی چرا گریزد، خواہ حقیقت ماضی باشد، خواہ حقایق حال باشد، خواہ حقوق مستقبل باشد کہ صاحب شریعت را خواب و مراقبہ الہام آگاہ دلیل و ہم نگاہ خیال۔

اہمیت وافادیت استخارہ

استخارہ از قرب اللہ، معرفت توحید وصال است صحیح کہ اصل او در وصل تصور اسم اللہ ذات۔ از قرآن آیات اکثر بعضی اہل بدعت برگشتہ از شریعت و رجعت خوردہ از طریقت و مردہ از حقیقت و محروم از معرفت۔ عکس را بر عکس ظاہر را تشبیہ ظل اللہ دیدار حق برحق گویند۔ این مراتب باطل است کہ بر باطل است۔ و بعضی در وجود مجلس شیطان و شعلہ نار جنونیت و یا آنکہ نار نور نفس مثال صورت طفل خال حسن از حد زیادہ ماہ روی می بیند و تشبیہ پاک دیدار وصال حق برحق گویند۔ این نیز از باطل کہ بر باطل است۔ و بعضی از استماع سرود دیوانہ شود و مبتلا بر خط خال و خطاب مید ہند از معرفت اللہ قرب وصال کہ حضور لیست دیدار حق کہ برحق گویند۔ این باطل است کہ از باطل است بعضی جملہ جماعہ مشاہدہ در باطن نار بی مثل انوار ہزاران ہزار بشمار بیند و میگویند کہ معراج است برحق است از حق دیدار میگویند، مطلق باطل است کہ از باطل است بر باطل است کہ این معرفت شیطان است۔

دانا آگاہ باشش آنچہ مراتب ہا شمردہ ازاں ہیچ کس راہ معرفت ہرگز نہ بردہ، محروم از توحید مطلق از تقلید از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید۔ دیگر کسی

روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور واقف ہو جاتا ہے۔ اور پہلا سبق پڑھنے سے اس سے کوئی شے پوشیدہ اور چھپی نہیں رہتی۔

جو کچھ وہ باطن میں دیکھتا ہے، جانتا ہے اور پہچانتا ہے اور ہمکلام ہوتا ہے، وہ غیب نہیں ہے۔ وہ بلاشبہ عطائے ربانی ہے۔ باطن میں جو کچھ اسے فیض ہوتا ہے، وہ عام مسلمانوں کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ ایسے باطن سے ظاہر میں کیوں گریز کیا جائے، خواہ حقیقت ماضی ہو، خواہ حقایق حال ہو، خواہ حقوق مستقبل ہوں کیونکہ صاحب شریعت کے لیے خواب و مراقبہ با دلیل آگہی بخش ہوتا ہے اور خیال و نگاہ سے (معمور) ہوتا ہے۔

استخارہ کی اہمیت و افادیت

قرب الٰہی سے استخارہ کرنا معرفت توحید و وصال ہے۔ اور یہ صحیح ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد اسم اللہ ذات کے تصور وصل پر ہوتی ہے۔ اکثر بعض اہل بدعت شریعت اور آیات قرآنی سے برگشتہ ہو کر طریقت سے رجعت کھا کر حقیقت سے مردود اور معرفت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ اور دیدار حق کو عکس ظاہری اور ظل الٰہی سے تشبیہ دے کر اسے برحق کہتے ہیں۔ لیکن (حقیقت میں) یہ مراتب (بالکل) باطل ہوتے ہیں اور بعض کے وجود میں شیطانی مجلس اور ناری جنونیت کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ نفسانی نار بہت زیادہ خوبصورت بچے کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اور وہ اسی کو پاک دیدار حق اور وصال حق برحق کہتے ہیں۔ یہ بھی کلی طور پر باطل ہے۔ اور بعض راگ وغیرہ سننے سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور خد و خال پر فریفتہ ہو کر اسی کو قرب، وصال اور معرفت الٰہی خیال کرتے ہیں اور اسے دیدار حق کا نام دے کر اسے برحق کہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی باطل ہے۔ بعض اپنے باطن میں نار بے مثل ہزاروں ہزار انوار دیکھ کر اسی کو معراج تصور کرتے ہیں، اور اس کو دیدار حق کا نام دیتے ہیں، لیکن یہ بھی محض باطل ہے کیونکہ یہ معرفت شیطانی ہے رحمانی نہیں ہے)۔

(اے طالب صادق!) دانا اور آگاہ ہو جا کہ جن مراتب کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، ان میں سے کسی ایک کے وسیلے سے بھی کوئی آدمی بھی ہرگز راہ معرفت نہیں پا سکتا، بلکہ الٹا توحید

ازیک جثہ ہزار جثہ برآید و باز دریک جثہ درآید، مثل سیماب گاہی جمعیت و گاہی
بیقرار۔ این چنین مراتب مثل پوست مار از مار، ازین طایفہ استغفار، بدین طریق
مراتب بازیگری از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید محروم از معرفت اللہ توحید،
بادوازدہ سال و بعضی بیک روزہ بگذرد، ظاہر یکسال باطن بی خبر از معرفت اللہ
وصال۔ این مراتب نیز از خام خیال، اگرچہ در نظر خلق کمال است۔ آن کمال را آخر
زوال، از فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید است کہ محروم از فنا فی اللہ توحید است
واگر طائفہ ظاہر آراستہ و باطن گمراہ، در طریقہ قادری خود را پنہان کند و ہی گیرند پناہ۔
این دزدان از طریقہ اہل قادری بشناسد، از تکلیف تقلید کہ قادری طائفہ را انتہا و
ابتدا، توحید تصور اسم اللہ ذات۔

بیت

باہوؒ قادری را می شناسد بانظر ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

درطریقہ قادری ہیچ کس نباشد طالب دنیا گاؤ خر۔
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

شناخت فقیر کامل

فقیر آنرا گویند کامل کہ دو عمل در قید او عامل باشند۔ یکی جلالی کہ جذب کند از قہر غضب
صورت کسی را کہ در تصور در یکدم بگیرد، ہرگز دم را خلاص نکند تا آنکہ او ظاہر بمیرد، مثل
منافق دار حرب کفار دشمن علماء عامل و فقیر کامل۔

مطلق اور تقلید فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم اور دور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اگر کوئی
شخص ایک جسم سے ہزار جسم میں آئے اور پھر ہزار جسم سے ایک جسم میں چلا جائے، جیسا کہ پارہ
کبھی بکھر کر ذرہ ذرہ ہو جاتا ہے اور پھر کبھی ایک ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب بھی سانپ کا
کینچلی بدلنا ہے۔ ایسے گروہ (لوگوں) سے توبہ بھلی ہے۔ اس طریق مراتب سے شعبدہ
بازی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ طریقہ سراسر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفت خداوندی
اور توحید الٰہی سے دور ہے۔ بعض لوگ بارہ سال اور بعض ایک سال کا ظاہراً طور پر روزہ
رکھتے ہیں، لیکن باطن میں انہیں معرفت و وصال الٰہی کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ یہ بھی ان کی
خام خیالی ہے۔ اگرچہ لوگوں کی نظروں میں تو یہ کمال ہے، لیکن آخر اس کمال کو زوال آتا ہے۔
یہ بات بھی فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنا فی التوحید الٰہی سے بعید اور دور ہے۔
بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جن کے ظاہر آراستہ، لیکن باطن خراب ہیں۔ انہوں نے طریقہ قادری
میں اپنے آپ کو پنہاں کر رکھا ہے اور اس طریق کو پناہ گاہ خیال کر کے اسے اختیار کر رکھا ہے۔
یہ دراصل چور ہیں اور راہِ قادری کے طریقہ کو پہچانتے ہیں۔ حقیقت میں ان کا شمار اہلِ تکلیف و
تقلید میں ہوتا ہے۔ جو اصل قادری ہیں، ان کی ابتداء و انتہاء اسم اللہ ذات کے تصور توحید
پر ہوتی ہے۔

بیت

باہوؒ قادری کو ایک نظر میں پہچان لیتا ہے۔ جیسے سنار سونے چاندی کو پہچان
لیتا ہے۔
قادری طریقہ میں کوئی شخص کمینی دنیا کا طالب نہیں ہوتا۔
اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

فقیر کامل کی شناخت

فقیر کامل اسے کہتے ہیں، جو دو اعمال کا عامل ہو۔ ایک عمل جلالی کہ اگر وہ قہر و غضب
سے کسی شخص کی صورت کا تصور فوری کرلے، تو تاوقتیکہ وہ ظاہری طور پر مر نہ جائے، وہ
ہرگز خلاصی نہ پائے، جیسے منافق، دار حرب کا کفار اور عامل علماء اور فقیر کامل کا دشمن۔

دوم عمل جمالی صورت کسی راکہ در تصور بگیرد در یکدم خلاص نکند تا آنکہ اُو را
بمعرفت الّا اللہ و بہ مجلس حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر ببرد۔ این عملین
را توفیق از قرب اللہ حضور بمدّ نظر اللہ منظور گویند۔ ہر کہ باین مراتب رسد، فارغ از ذکر
مذکور شود۔ این را توفیق مطلق گویند۔

بیت

نہ ہر سر لود لایق بادشاہی نہ ہر فقر دارد بقرب الٰہی

این مراتب غالب اولیا قادر یست۔ دیگر یکہ دعوی کند، بایشان دم زند، در ہر
دو جہان خراب وخجل شود۔ مقام جلالی از دماغ روحانیت مثل عزرائیل قبض کردہ شود؛
ہفت اندام جان را بجانہ استخوان الابیض و مقام جمالی برسانیدن ولایت دل کلید
کشایندہ ہر مشکل ہر جاکہ خواہد برسد۔ فقیر یکہ این عمل دارد، جمالی وجلالی از قرب، معرفت
الٰہی وصال است۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میفرماید کسی کہ خواہد مرا دریافتن وشناختن و بما
ہمسخن شدن بذکر مذکور و دریابد مرا قرب حضور و مرا دریابد از فقر و بشناسد بمعرفت از فقر و
بما ہمسخن شود بذکر مذکور بالہام توحید حضور از فقر۔

پس فقیر کرا گویند۔ این نہ فقیر است کہ بافاقہ مُردہ اند۔ فقیر آنست کہ فیض فضل فرحت
روح جمعیت از ازل بُردہ اند۔
فقیر را از کدام چیز شناختہ می شود از تصور اسم اللہ ذات۔ این چنین فقیر اگر از قہر
جلالیت نظر کند از مشرق تا مغرب، قاف تا قاف از آتش جذب سوختہ گرداند خاک

دوسرا عمل جمالی کہ اگر کسی آدمی کی صورت تصور میں لائے، تو جب تک اسے معرفت
الٰہی اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک نہ پہنچا لے، اسے ایک لمحہ کے لیے نہ چھوڑے۔
ان دونوں عملوں کو قرب الٰہی کی توفیق سے "منظور نظر الٰہی" کہتے ہیں۔ جو ان مراتب پر پہنچ
جاتا ہے، وہ ذکر مذکور سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اسی کو "توفیق مطلق" کہتے ہیں۔

بیت

ہر سر بادشاہ بننے کے لائق نہیں ہوتا۔ (اور) نہ ہر فقیر قرب الٰہی کا حامل
ہوتا ہے۔
یہ مراتب غالب الاولیا قادری کے ہیں۔ اگر اور کوئی شخص دعویٰ کرے یا اُن
کی برابری کرے، تو وہ دونوں عالم میں خراب اور ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ یہ لوگ مقام
جلالی کی بنا پر مثلاً جب عزرائیل روح قبض کرنے کو آتا ہے، تو روح کو استخوان ابیض
میں پہنچا دیتے ہیں جسے خود اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اپنے دست قدرت سے
قبض کرتا ہے، اور مقام جمالی میں پہنچ کر ولایت دل کی کلید سے ہر ایک مشکل کو حل کر
سکتے ہیں۔ جس فقیر کو یہ دونوں عمل جمالی وجلالی حاصل ہیں، اسے قرب، معرفت اور وصال
خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اگر کوئی شخص چاہتا
ہے کہ مجھے پالے، میری شناخت کرلے اور ذکر مذکور کے ذریعے مجھ سے ہمکلام ہو جائے
یا میرا قرب حاصل کرلے، تو فقر سے حاصل کر سکتا ہے اور معرفت کے ذریعے اگر پہچاننا
چاہے، تو فقر سے شناخت کر سکتا ہے اور ذکر مذکور سے اگر مجھ سے کلام کرنا چاہے،
تو فقیر سے باتیں کرے اور اگر الہام توحید سے حضوری چاہتا ہو، تو پھر بھی فقیر سے رابطہ
قائم کرے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ فقیر کون ہے؟ یہ فقیر نہیں جو فاقہ کشی کرتے کرتے مر گئے
ہیں، بلکہ فقیر وہ ہیں، جن کو فیض وفضل الٰہی سے روح کو فرحت اور جمعیت ازلی
نصیب ہے۔
فقیر کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ اسے اسم اللہ ذات کے حاضرات کا
تصور حاصل ہو۔ ایسا فقیر اگر قہر جلالیت کی نگاہ سے دیکھے، تو مشرق سے مغرب تک، قاف

خاکستر از بُود نابُود و اگر از جمالیت نظر کند، تمام عالم را با فیض فضل اللہ رساند۔ ہر یک را
بمطالب بہرہ ور گرداند۔ این چنین فقیر لائق ارشاد است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔
رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ [1]
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:۔
اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ [2]

تلقین از مرشد گرفتن فرض عین است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ [3]

واگر کسی گوید کہ درین زمانہ ہیچ فقیر لایق ارشاد و وسیلہ نماند، وسیلہ علم فقہ مسائل بگیرد۔
این ہم حیلہ شیطانی است و فریب نفس۔ از معرفت اللہ باز دارد۔ اولیاء اللہ تا قیامت از
یکدیگر قائم مقام روشن آفتاب باشد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:۔
لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ [4]

ہر کہ طلب اللہ نکند، آنکس مسلمان چطور باشد کہ ستور باشد۔ مطلب آنست کہ در دل
آدمی قلب است و در قلب سرّ است و در سرّ اسم مرقوم است کہ آن را نورِ ایمان ہویدا
سودا سویدا گویند۔

اسم اللہ ذات چون از غایت تصور مرقوم وجودیہ کہ آن را مشق فی قلب الغیب
نیز گویند، چون باین مراتب برسد، قلب لایق باید نظر اللہ شود و آن اسم اللہ ذات کہ بر قدرت

[1] سورہ القصص ۲۸ : ۲۴ – [2] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔
[3] سورہ المائدہ ۵ : ۳۵ – [4] الحدیث۔

سے قاف تک آتش جذب سے جلا کر خاکستر اور بُود سے نابود بنا دے۔ اور اگر جمالیت
کی نگاہ سے دیکھے، تو تمام جہان کو فیض فضل الٰہی سے معمور کر دے۔ اور ہر ایک کو اُسکے
مطلب و مقصود سے بہرہ ور کر دے۔ اس قسم کا فقیر لائق ارشاد ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔
"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔"
سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔"

مرشد سے تلقین حاصل کرنا فرض عین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔
"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی جانب وسیلہ ڈھونڈو۔"

اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر لائق ارشاد اور وسیلہ نہیں رہا، اور
صرف علم فقہ اور مسائل وسیلہ کے لیے کافی ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بھی اس کا حیلۂ
شیطانی ہے۔ اور نفس کا فریب ہے۔ وہ معرفت خداوندی سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اولیاء
اللہ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہو کر سورج کی مانند روشن اور منور
رہیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
"جب تک روئے زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا، تب تک قیامت برپا
نہ ہوگی۔"

جو کوئی اللہ کا طالب نہیں ہے، وہ بھلا مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو حیوان
کی مانند ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر دل، دل کے اندر سِرّ (الٰہی)، اور سِرّ (الٰہی) کے
اندر اسم اللہ لکھا ہوا ہے، جسے ظاہر نور ایمان (اور) دل میں سمایا ہوا سودا کہتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کی غایت تصور مشق وجودیہ کو قلب غیب کی مشق بھی کہتے ہیں۔ جب
انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے مدِ نظر ہونے کے قابل ہو جاتا
ہے۔ اور وہ اسم اللہ ذات جو قدرت الٰہی سے دل میں لکھا ہوا ہے، سورج کی مانند چمکنے

اللہ تعالیٰ در قلب مرقوم است، مثل آفتاب طلوع زند۔ آنچہ غیر ما سوی اللہ خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات، خطرات، اوصاف ذمیمہ از وجود یکبارگی برخیزد۔ و علم عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[1] دست دھد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[2]

روشن ضمیر تاثیر کند، صاحب تفسیر، صاحب نظیر، بر نفس امیر رخ نماید۔ این علم را علم لدنی گویند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[3]

پس معلوم شد کہ علم توریت و علم انجیل و علم زبور و علم حضرت فرقان ہمہ از تصور اسم اللہ ذات میکشاید، در عمل در آید۔ این را "تلمیذ الرحمٰن"، "عالم علم العیانی" گویند۔

پس یقین است کہ جاہل بیدین است و درین راہ باطن صفا جاہل بی حیا نتوان رفت۔ جاہل ملحد، بی حیا است۔ عالم مونس جان است۔ جاہل مصاحب شیطان است۔ فقیر آنچہ گوید از روی حساب نہ از راہ حسد۔ فقیر آن را گویند، ہر کہ را بنوازد بیک مرتبہ طالب را برابر مرتبہ خود سازد یعنی بی ریاضت و بی رنج۔ این نیز توفیق از اہل حضور است۔ مرشدیکہ دوام حضور است، طالبان را بیک ساعت بحضور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردن مشرف آن را چہ مشکل دور است۔ امّا طالب صادق باید نہ کاذب و مرشد کامل باشد نہ ناقص۔

بدانکہ ہفت اندام آدمی با خون و چربی و ریم و گوشت و ہمہ نجس با نجاست۔ اگرچہ ظاہر خود را پاک دارد با عقل و قیاس و فراست۔ در ہر یک اندام ہفت ولایت است

[1] سورہ العلق ۹۶: ۵ [2] سورہ البقرہ ۲: ۳۱ [3] سورہ الکہف ۱۸: ۶۵

لگتا ہے۔ (اس کے طلوع ہونے کے سبب) اللہ تعالیٰ کے سوا تمام غیر اللہ چیزیں مثلاً خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات، خطرات اور صفات و عادات بد یکبارگی وجود سے نکل جاتی ہیں، اور "انسان کو وہ کچھ سکھایا، جو اسے یاد نہ تھا" والا علم حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور آدم کو ان سب کے نام سکھلائے۔"

والے علم کی تاثیر سے انسان روشن ضمیر، صاحب تفسیر، صاحب نظیر اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ اس علم کو "علم لدنی" کہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا۔"

پس معلوم ہوا کہ توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید کے علوم تمام کے تمام اسم اللہ ذات کے تصور سے منکشف ہوتے ہیں اور عمل میں آتے ہیں۔ ایسے شخص کو "تلمیذ الرحمٰن" اور "عالم علم العیانی" کہتے ہیں۔

پس یہ بات یقینی ہے کہ جاہل بے دین ہوتا ہے۔ اور اس راہ باطن صفا میں بے حیا جاہل چل ہی نہیں سکتا۔ جاہل ملحد اور بے حیا ہوتا ہے۔ عالم جان کا غمخوار ہے اور جاہل شیطان کا ساتھی ہے۔ فقیر (حضرت سلطان باہوؒ) جو کچھ کہتا ہے حساب کی رُو سے کہتا ہے (یعنی وہ سچ کہتا ہے) حسد کی بنا پر نہیں کہتا۔ (بلکہ حالت حقیقی بیان کرتا ہے) فقیر اس کو کہتے ہیں، جو ہر ایک کو نوازتا ہے اور جو ایک ہی نگاہ سے طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دے۔ یعنی طالب کو اس میں ذرہ برابر بھی ریاضت اور مشقت نہ کرنی پڑے۔ یہ توفیق بھی اہل حضور کی وجہ سے ہے۔ جو مرشد خود دائمی حضور ہے۔ اس کے لیے طالبوں کو بیک دم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے مشرف کرنا کونسی دشوار اور بعید بات ہے۔ لیکن طالب صادق ہونا چاہیے نہ کہ کاذب اور مرشد بھی کامل ہونا چاہیے نہ کہ ناقص۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ انسان کا جسم، خون، چربی، ہڈی اور گوشت اور بہت سی نجاستوں سے پُر ہے، اگرچہ انسان عقل، قیاس اور فراست سے اپنے ظاہری (بیرونی) حصوں کو پاک و صاف رکھ سکتا ہے۔ ساتوں اعضا میں سات ہی ولایت ہیں،

و در ہر ولایت ہفت بادشاہ است۔ چنانچہ اندرون آدمی نفس بادشاہ و شیطان وزیر نفس
با قرب دوام است و در وجود قلب بادشاہ است، وزیر او خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات،
خطرات۔ در وجود روح بادشاہ، وزیر او، علم و عبادت و نیک سعادت است۔ در وجود
دنیا بادشاہ، وزیر او، حرص و حسد و طمع و بغض و نفاق۔ آنچہ مانند ازین ناشائستہ لشکر ہزاران
ہزار بی شمار۔

اگر کسی تمام عمر در ریاضت کشد و جان گرامی بصوم و خلوت، نماز نفلات تصرف
کند، ہرگز آن از اوصاف ذمیمہ خلاص نگردد، بجز تصور مرقوم وجودیہ مشق اسم اللہ ذات، از ہر بلا
رنج میگرداند نجات۔ طاعت با تفکر وجود طی در طی وجود کامل، زندہ قلب۔ بعد ازان از
ہفت اندام ہفت جثہ صورت می برآید، چنانچہ صورت نفس و صورت قلب و صورت روح
و صورت سرّ و صورت علم و صورت اسم اللہ ذات نور تجلیات و صورت توفیق الٰہی، جامع
الجمیعت و در میان ہر یک صورت وسیلہ سلطان الفقر کہ فیض البرکات ہر یک صورت را
تحقیق نمودہ صورت نفس و شیطان را دفع کند و بر زبان بگوید۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ [1]

بعد ازان مدخل شود با حضور مجلس حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با اجازت
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول تلقین تعلیم صدق حضرت ابوبکرؓ کند۔ بعد ازان تلقین تعلیم عدل،
محاسبہ نفس حضرت عمرؓ کند۔ بعد ازان تلقین تعلیم ادب، حیا حضرت عثمان غنیؓ کند۔ بعد ازان
تلقین تعلیم علم و حلم و کرم و جود و فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کند۔ بعد ازان حضرت محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان مبارک میفرماید: خُذْ بِیَدِیْ و تلقین تعلیم تصور اسم

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

جن میں سے ہر ایک میں الگ الگ سات بادشاہ ہیں چنانچہ انسان کے وجود میں نفس
بادشاہ ہے اور نفس کا وزیر شیطان ہے۔ جس کی قربت اُسے ہمیشہ کے لیے حاصل ہے۔
اور وجود میں قلب بادشاہ ہے اور اس کا وزیر خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات اور خطرات
ہیں۔ وجود میں روح بادشاہ ہے اور اُس کے وزیر علم، عبادت اور نیک سعادت ہے۔
اور وجود میں دنیا بادشاہ ہے۔ اس کے وزیر حرص، حسد، طمع، بغض اور نفاق ہیں۔ اس
کے علاوہ اسی قسم کے ناشائستہ ہزار ہا بیشمار اور لشکر ہیں۔

اگر کوئی شخص تمام عمر ریاضت میں اور اپنی جان گرامی نماز میں، روزے اور نوافل
میں گزار دے، تو بھی ہرگز صفات بد سے وجود کو نجات نہیں دلا سکتا جب تک کہ اسم
اللہ ذات کو مشق وجودیہ مرقوم کا تصور نہ کرے، کیونکہ یہی اسے ہر قسم کی بلا و مصیبت سے
نجات دے سکتی ہے۔ جب ہمیشہ تفکر کے ساتھ طاعت کی جائے، تو وجود تہ در تہ کامل
اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں جسم کے ساتوں اعضا سے ساتوں کی صورتیں الگ
الگ پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ نفس، قلب، روح، سرّ، علم، اسم اللہ ذات کی نورانی تجلیات
اور توفیق الٰہی، جامع الجمیعت کی صورتیں الگ الگ نمودار ہوتی ہیں۔ ان میں سے نفس و شیطان
کی صورتوں کو تحقیق کر کے سلطان الفقر جو وسیلہ فیض البرکات ہے، دُور کر دیتا ہے۔ اور
زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے لگتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ جس
نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔ پس اس نے بقا کے ساتھ اپنے
رب کو پہچان لیا۔"

جب انسان کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے، تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مجلس اقدس میں باریاب ہو جاتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے پہلے اسے
حضرت ابوبکرؓ صدق کی تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت عمرؓ عدل اور محاسبۂ نفس کی،
پھر حضرت عثمان غنیؓ ادب و حیا کی۔ اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ علم، حلم، کرم، جود اور
فقر کی تلقین و تعلیم فرماتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی
زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ خُذْ بِیَدِیْ (میرا ہاتھ پکڑو)، اور پھر اسم اللہ ذات کے

اللہ ذات وخُلق وجمیعت کند۔ این پنج تلقین تعلیم مرشد کامل، مکمل اکمل، جامع نور الہدیٰ، عارف خدا طالب اللہ را بی ریاضت، بی ذکر فکر حضور برساند۔ و ہر یک ذکر در باطن از دست بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویا آنکہ از دست بیعت اصحاب کبارؓ چہار یار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل شود۔ ذاکر آن را "ذکر راز" گویند۔

ابیات

طالب از مرشد طلب کن راز راہ تا ترا حاصل شود قرب الٰہ
طالب از مرشد طلب کن راز کُن ہر مراتب را بیابی زین سخن

مراتب وفضیلت بدہاند۔ ہر یک بدین طریق باتوفیق برسد بمعرفت اِلَّا اللّٰہ ومجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تحقیق نفس را از بد خصالت کُشت، تماشای ہر دو جہان را بہ بیند بر ناخن پشت۔ آنرا چہ احتیاج است خواندن ونوشتن وقلم گرفتن بسہ انگشت۔

این چنین عجب دارم از آن احمق قوم بدتر از گاؤ خر و بدتر از سگ طالب جیفہ کلب ومیگویند ذاکر قلب ذاکر قلبی۔

اثرات ذکر قلبی

ذکر قلب را از قرب بحضور مشاہدہ وربوبیت، ذات نور تجلیات را راہ است۔ آگاہ محض مطلق عین العیانی از نفس ہوا خود فانی۔ استغراق در مراقبہ رونده۔ بستر اسرار قدرت سبحانی، طیر سیر با جسم جان، روحانی ساکن لامکانی۔ ذکر قلب باذکر وجدانی دوام مجلس ملاقات با روحانی انبیاء، اولیاء اللہ، پوشیدہ حال پنہانی ہر وقت قلب کہ قرب الحق حقیقی نعرہ زند یا اللہ۔

تصور سے تعلیم وتلقین فرماتے ہیں اور جمعیت وخُلق عطا فرماتے ہیں۔ یہ پانچوں تلقینات و تعلیمات مرشد کامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہدیٰ اور عارف خدا طالب اللہ کو بے ریاضت بے ذکر وفکر باطن میں مجلس حضوری میں پہنچاتا ہے۔ اور باطن میں ہر قسم کا ذکر دست بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یا دست بیعت اصحاب کبار چہار یارؓ سے حاصل ہوتا ہے۔ ایسے ذاکر کے ذکر کو "ذکر راز" کہتے ہیں۔

ابیات

اے طالب! مرشد سے سفر (معرفت) کا راز طلب کر تاکہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔
اے طالب! مرشد سے کُن کے راز کو طلب کر۔ تُو اس ایک بات سے تمام مراتب حاصل کرے گا۔

(مرشد کامل) مراتب وفضیلت دلاتا ہے۔ جو شخص اس طریق سے اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ جاتا ہے وہ یقیناً نفس کو خصائل بد سے پاک کر دیتا ہے۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

مجھے ان نادان لوگوں پر سخت تعجب ہے، جو حیوانات اور کتے سے بھی بدتر ہیں اور جو خود کو ذاکر قلبی کہتے ہیں اور پھر دنیا مُردار کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔

قلبی ذکر کے اثرات

قلبی ذکر سے تو قرب، حضور، مشاہدہ وربوبیت اور نور ذات کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں۔ ذاکر قلبی محض مطلق عین العیانی، خواہشات نفسانی سے فانی، مراقبہ میں استغراق رکھنے والا اور اسرار قدرت سبحانی کا پہچاننے والا ہوتا ہے۔ جسم وجان کے ساتھ طیر سیر کر سکتا ہے۔ وہ ساکن لامکانی کا روحانی ہوتا ہے۔ ذکر قلبی اور ذکر وجدانی سے مجلس اور ملاقات دوامی طور پر انبیاء واولیاء اللہ کی روحانیت سے حاصل ہوتی ہے اور پوشیدہ و مخفی حالات منکشف ہوتے ہیں۔ جس وقت حقیقی قرب حق والا دل "یا اللہ" کا نعرہ مارتا ہے۔

ازعظمت باستماع نام اللہ عرش اکبر درجنبش درآید و فرشتگان درحیرت و اہل ارواح انبیاء اولیاء اللہ درعبرت ۔

ازذکر قلب و قرب الحق قلب و از شوق قلب و اعتقاد قلب و از غنایت، ہدایت قلب و از نورِ توفیق صدیق قلب و از تصدیق قلب و تحقیق قلب و از جمیعت جوہر نورِ ایمان قلب و از تجرید و تفرید قلب و از صفائی نورٌ، حضور قلب و از مد نظر اللہ منظور۔

○

قلب قلزم توحید صاحب قلب کہ در قلزم غوّاص شود و غوطہ خورد، بخوردن غوطہ کاشف العلوم حقایق ماضی و حال و مستقبل روشنضمیر میگردد و معلوم لوح محفوظ در مطالعہ درآید و چشم ازدل بکشاید۔ آنچہ تحریر مسطور است علم برلوح محفوظ رقم مرقوم ملک قلب روحی واضح گردد و بکشاید لوح ضمیر قلب مثل حرف "ن" سوی لوح محفوظ در لوح ضمیر مثل باریک نکتہ کہ تمامی علم لوح محفوظ در لوح ضمیر نہفتہ نصیب و قلب با توجہ اہل قلب از تصرف تصور اسم اللہ ذات بتمامیت مراتب قلب۔ از زبان ہیچ حال قال نگفتہ ۔

این ہر یک مراتب صاحب قلب طالب اللہ را بنظر میکند ناظر، در معرفت اللہ عارف باللہ، در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر۔

شخصیکہ بتوجہ مرشد روز اول مراتب قلب و مراتب نظر حاضر نکند، از ارشاد و باطن معرفت و ذکر و فکر فیض، فضل راز بی خبر است۔ خام در خام خیال اگرچہ در نظر مردم صاحب قرب وصال۔

○

این چنین مراتب از حاضرات اسم اللہ ذات بہ توجہ، تصور، تصرف حضور چون تصور

تو اسم اعظم کی عظمت سے اللہ کا نام سن کر عرش اکبر کانپ اٹھتا ہے۔ اور فرشتے حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور انبیاءؑ اولیاء اللہ کی روحوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے ۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ قلبی ذکر، قرب الحق، شوق، اعتقاد، غنایت، ہدایت، نور توفیق، تصدیق، تحقیق اور جمیعت قلبی سے نور ایمان کے جوہر تک پہنچ سکتے ہیں تجرید اور تفرید کی وجہ سے اس کے قلب کو صفائی نور حاصل ہوتا ہے اور حضوری قلب حاصل ہوتا ہے۔ اسے (ہردم) یاد الٰہی رہتی ہے اور وہ بارگاہ خداوندی میں منظور رہتا ہے ۔

قلب کیا ہے؟

قلب ایک سمندر ہے، بشرطیکہ صاحب قلب صاحب توحید ہو۔ جب اس سمندر میں غوطہ لگائے، تو تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے علوم و حقائق اس پر منکشف ہوں اور وہ روشنضمیر ہو جائے۔ لوح محفوظ کے علوم اس پر منکشف ہوں اور دل کی آنکھوں سے لوح محفوظ پر لکھے ہوئے کو پڑھ لے۔ (بلکہ اس سمندر میں غوطہ لگانے سے) قلب و روح اور لوح ضمیر واضح اور کشادہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ قلب بمنزلہ حرف "ن" اور لوح محفوظ بمنزلہ بال مثل ایک باریک نکتہ ہو جاتی ہے، کیونکہ لوح محفوظ کے تمام علوم لوح ضمیر میں پوشیدہ ہیں، جو اہل قلب کی توجہ سے قلب کو حاصل ہوتے ہیں۔ قلب کے یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے تصور کے کماحقہ تصرف سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی کسی بھی حالت صحیح الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی ۔

یہ تمام مراتب کامل مرشد جو صاحب قلب ہے، صرف ایک نظر ہی سے عطا کر دیتا ہے اور معرفت الٰہی میں عارف باللہ بنا دیتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر کر دیتا ہے ۔

مرشد کامل (توجہ سے پہلے ہی روز قلب اور نظر کے مراتب عطا کر دیتا ہے۔ جو عطا نہیں کر سکتا، وہ ارشاد، باطنی معرفت، ذکر، فکر، فیض، فضل اور راز الٰہی سے بےخبر ہے۔ وہ خام خیالی میں پڑا ہے، گو وہ لوگوں کی نظروں میں صاحب قرب و وصال ہی دکھائی دیتا ہو ۔

اس قسم کے تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات سے توجہ، تصور اور تصرف حضور

اسم اللہ ذات کہ لطیفۂ نورِ غیب الغیب از میان قلب میخیزد، تمام قالب جسم جان را گوشت میریزد، احتیاج ریاضت صاحب قلب رانماند کہ جان فدامی افشاند۔ مراتب رازِ کُل الکلید۔ این چنین توجہ خاص الخاص از توحید شرم دارد از تقلید۔

طالب اللہ آن راگویند طلاق دھد ماسوی اللہ را۔ طلب نکند از اللہ بجز اللہ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکہ طالب صادق آنست کہ از مرشد طلب کند قرب، مشاہدہ، حضور، معرفت، راز کہ جمعیت، فیض، فضل است۔ و در ریاضت و در ذکر، فکر و ورد و ظائف در قبض، بسط و در سکر، صحو مطلب رجعت، رجوعات خلق قلب را زوال، سلب و بی جمعیت، خام خیال خوف جنگ خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات خام خیال۔

ہر کہ را تصور، تصرف، توجہ تفکر توحید اسم اللہ ذات در قید قبض کرد، حیات و ممات آنرا یکی گردد، فی الدنیا والآخرۃ ہرگز نمیرد۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]

بہتر آنست کہ تصور مشق مرقوم اسم اللہ ذات دوام متوجہ باشد، در مشاہدہ غرق نور با قرب اللہ حضور و رجوع بذکر فکر نیارد۔

قول حضرت (غوث) شاہ محی الدینؒ :-

وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى [2]

کہ در ورد، ذکر، فکر، واہمات، خطرات، رجعت، شرک، کفر بسیار است۔ ہر دم خواند واز تصور اسم اللہ ذات بتفکر وجودیہ مشق مرقوم نفس را خوردن تلخ زہر سموم خورد و مرد

[1] کتاب خرج برزخ [2] ملفوظات رسالہ غوثیہ، ص ۶۵

سے حاصل ہوتے ہیں۔ جب اسم اللہ ذات کا تصور، جو لطیفۂ نور غیب الغیب ہے۔ قلب کے درمیان سے اٹھتا ہے، تو تمام قالب جسم اور جان کا گوشت تک گرادیتا ہے۔ اسلیے صاحب قلب کو ریاضت کی احتیاج نہیں رہتی، کیونکہ وہ جان فدا کردیتا ہے۔ اس کو مراتب "راز کل الکلید" کہتے ہیں۔ اس قسم کی خاص الخاص توحیدی توجہ تقلید سے شرم رکھتی ہے۔

طالب اللہ اُسے کہتے ہیں، جو ماسوی اللہ کو خیرباد کہہ دے اور اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ طالب صادق وہ ہے جو مُرشد سے قرب، مشاہدہ، حضوری، معرفت اور راز طلب کرے، کیونکہ یہی چیزیں جمعیت، فیض اور فضل ہیں۔ اور ریاضت، ذکر، فکر، ورد، وظائف، قبض، بسط اور سُکر اور صحو میں رجعت و رجوعات خلق کے معنی قلب کا زوال ہے، بلکہ سلب اور بے جمعیتی کا خوف ہے۔ یہ محض خام خیالی ہے۔ اور خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات اور خام خیالی کی جنگ کا خوف دامنگیر رہتا ہے۔

جس شخص کو اسم اللہ ذات کی توحید، تصور، تصرف، توجہ اور تفکر حاصل ہوگیا، اسکے لیے زندگی اور موت برابر ہوجاتی ہے۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہرگز نہیں مرتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

"مرنے سے پہلے مرجاؤ۔"

بہتر یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کا تصور ہمیشہ باتوجہ کرے اور مشاہدۂ نور میں مستغرق رہے۔ اور قرب الٰہی سے حضور میں ہو اور ذکر و فکر کی طرف رجوع نہ کرے۔

غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا :-

"جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس بیشک اُس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر کیا اور شرک کیا۔"

کیونکہ ورد، ذکر اور فکر میں واہمات، خطرات، رجعت، شرک اور کفر بہت ہے۔ (ذاکر) ہر دم ذکر کرتا ہے اور تصور اسم اللہ ذات اور تفکر سے وجودیہ مرقوم کی مشق کرتا ہے۔ نفس کے لیے یہ ذکر بمنزلہ زہر ہلاہل ہے۔ لیکن مرد وہی ہے، جو نفس کے خلاف کرے۔

اینست خلاف نفس نہ در وجود ہوا ماند و نہ ہوس ۔

استغفر اللہ ۔ باروح نفس تمام دشمنی دارد ۔ لازم درکار است در مراتب کشف کرامات ، ذکر ، فکر ریاضت ۔ باعمال ظاہر کہ در خلق نام زدعوغای نفس فربہ و خوشوقت گردد ۔ نفس تمام دوام در آتش دوزخ سوختن قبول کند ۔ و یکدم بالتصور اسم اللہ ذات غرق اختیار نکند کہ کلید فرحت روح است ۔

اوّل شیطان فتنہ از طاعت ظاہری تعلیم می نماید ۔ بعد ازان طاعت ذکر دنیا عظیم گناہ بکشاید ۔ دانا آگاہ باش کہ شیطان فتنہ و نفس حیلہ جُو است ، ازان کہ در وجود آدمی نفس بادشاہ و شیطان وزیر ۔ ہر دو یکی اتّفاق دارند ۔ چون در وجود از تصور اسم اللہ ذات توفیق الہٰی پیدا گردد ، نفس از شیطان جُدا کند ۔ بعد ازان نفس از محبت شیطان خلاص شود ۔ نفس در مشاہدہٗ نور غرق حضور با خدا بُرد ۔

از مشق مرقوم وجودیہ از تصور اسم اللہ ذات سہ کروڑ بلکہ از حد زیادہ بسیار بیشمار ذکر اللہ از وجود روان گردد ۔ و باہر ذکر ہر یک مقام بمشاہدہٗ نور معرفت اللہ حضور طی توحید شود ۔ و ہر چہار مرغ بچہار نفس مطمئنہ زاغ حرص لوامہ کبوتر ہوا امّارہ ، خروس شہوت ملہمہ طاؤس زینت ہر چہار ذبح گشتہ گردد ۔ بعد ازان حواس خمسہ ظاہر بستہ شود و حواس خمسہ باطن بکشاید ۔

این مراتب طریقہ قادری روز اوّل ابتدا است و ابتدا قادری انتہا ہیچ طریقہ و خانوادہ نمیرسد ، اگرچہ بریاضت عمر تمام صرف کند ، سر بسنگ زند ، سُود ندارد ۔

بیت

روز و شب اللہ بخوان اللہ بدان اسم اللہ با تو ماند جاودان

حتیٰ کہ اس کے وجود میں حرص و ہوا کا نام تک نہ رہے ۔

اللہ معاف کرے ۔ روح اور نفس کی باہمی سخت عداوت ہے ۔ کشف و کرامات کے مراتب میں ذکر ، فکر اور ریاضت ضروری اور لازمی ہے ۔ اعمال ظاہری سے خلقت میں مشہور ہو جاتا ہے اور اس شہرت سے نفس خوب موٹا اور خوشحال ہو جاتا ہے ۔ نفس دوامی طور پر کاملاً دوزخ کی آگ میں جلنا قبول کر لیتا ہے ، لیکن اسم اللہ ذات کے تصور میں پل بھر مستغرق ہونا اختیار نہیں کرتا ، حالانکہ ذکر الٰہی روح کے لیے کلید فرحت ہے ۔

شیطان پہلے ظاہری طاعت سے فتنہ و فساد کی تعلیم دیتا ہے ۔ بعد ازاں طاعت ذکر سے دنیا کے گناہ کبیرہ کا دروازہ کھولتا ہے ۔ اے دانا! آگاہ ہو جا کہ شیطان فتنہ جُو اور نفس حیلہ جُو ہے ۔ اس لیے کہ وجود انسانی میں نفس بمنزلہ بادشاہ اور شیطان بمنزلہ وزیر ہے ۔ یہ دونوں آپس میں اتفاق رکھتے ہیں ۔ جب وجود میں تصور اسم اللہ ذات کے سبب توفیق الٰہی پیدا ہوتی ہے ، تو نفس کو شیطان سے جُدا کر دیتی ہے پھر نفس شیطان کی محبت سے رہا ہو جاتا ہے ۔ اور وہ مشاہدۂ انوار حق میں مستغرق ہو جاتا ہے ۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے یہ مرقوم مشق سے تین کروڑ ، بلکہ بیحد و بیشمار ذکر الٰہی وجود سے رواں ہوتے ہیں ۔ جن میں سے ہر ذکر کے ساتھ معرفت اللہ حضور کے نور کے مشاہدے سے طے توحید کا ہر مقام منکشف ہوتا ہے ۔ اور ہر چہار نفس یعنی مطمئنہ ، لوامہ ، امّارہ اور ملہمہ سے چاروں پرندے یعنی حرص کا کوا ، ہوائے نفسانی کا کبوتر ، شہوت کا مُرغ اور زینت کا مور ذبح ہو جاتے ہیں ۔ اس کے بعد ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس خمسہ کھل جاتے ہیں ۔

یہ مراتب طریقہ قادری میں پہلے ہی روز ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں ۔ کسی اور طریقہ اور کسی اور خانوادہ کی انتہا بھی قادری کی ابتدا کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ خواہ تمام عمر ریاضت ہی میں صرف کیوں نہ کر دے ۔ اور سر پتھر پر کیوں نہ مارے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔

بیت

دن رات اللہ اللہ پڑھ اور اس کو جاننے کی کوشش کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا ۔

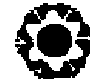
شرح ذکر، فکر، مراقبه

ذکر را دو گواه است:-

یکی گواه که در ذکر لازوال بعد از مردن، قلب در جنبش در آید بذکر الله تعالیٰ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

دوم گواه ذکر را معرفت الله، قرب وصال. شخصی که از ذکر گواه ندارد، از ذکر خبر راه ندارد۔

و فکر فنای نفس را گویند۔ هر که فنای نفس شد، از فیض، راز، قرب، معرفت الله مید هد خبر۔



مراقبه را چهار مقام است۔ محبت۔ مشاهده، معرفت، محرم اسرار پروردگار۔ ملاقات مدام مجلس انبیاء و اولیاء الله۔ این چنین مراقبه مقصود، مطلوب، محمود است۔ مراقبه که برین صفت موصوف نباشد، صاحب مراقبه هنوز در قید نفس مردود است۔

مراقبه و ذکر فکر خاص الخاص حاصل نشود، واصل را بغیر از تصور تفکر اسم الله ذات۔ صاحب مراقبه از ذات برآید و غرق وحدذات در آید۔ المطلب آنکه وجود آدمی مثل شیر است و کلام قرآن ربانی نیز مثل شیر است بغیر از استاد مرشد کامل پیر از شیر جغرات و دوغ و مسکه روغن نمی برآید۔ پس مرشد کامل

ذکر و فکر و مراقبہ کی تشریح

ذکر کے (مندرجہ ذیل) دو گواہ (علامات) ہیں:۔

ذکر کا پہلا گواہ (یعنی پہلی نشانی)

ذکر کا پہلا گواہ (نشانی) یہ ہے کہ ذکر لازوال میں مرنے کے بعد قلب ذکر الٰہی سے جنبش کرے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے۔

ذکر کا دوسرا گواہ (یعنی دوسری علامت)

ذکر کا دوسرا گواہ (علامت) معرفت الٰہی اور قرب و وصال خداوندی ہے۔ جس شخص میں ذکر کے متعلق یہ علامات نہیں، اسے ذکر کی راہ کی خبر ہی نہیں۔

فکر کسے کہتے ہیں؟

فکر فنائے نفس کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو فنائے نفس حاصل ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے فیض، راز، قرب اور معرفت الٰہی کی خبر دیتا ہے۔

مقامات مراقبہ

مراقبہ کے چار مقامات ہیں:۔ (۱) مراقبۂ محبت (۲) مراقبۂ مشاہدہ۔ (۳) مراقبۂ معرفت۔ (۴) مراقبۂ محرم اسرار پروردگار ہو۔ (اور) انبیاء و اولیاء کی دائمی مجلس حاصل ہو۔ اس قسم کا مراقبہ مقصود، مطلوب اور قابل تعریف ہے۔ جس مراقبہ میں مذکورہ بالا صفات نہ پائی جائیں، وہ صاحب مراقبہ ابھی نفس مردود کی قید میں ہے۔

اسم اللہ ذات کے تفکر اور تصور کے بغیر واصل کو مراقبہ اور خاص الخاص ذکر و فکر حاصل نہیں ہوتا۔ اسم اللہ ذات کے تفکر اور تصور سے صاحب مراقبہ اپنی ذات کو چھوڑ کر ذات خداوندی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی وجود بمنزلہ دودھ ہے اور کلام ربانی بھی دودھ کی مانند ہے۔ مرشد کامل پیر کے بغیر دودھ جم کر اس سے مکھن اور دہی اور گھی

آنست از علم شیر روغن معرفت نماید و از وجود شیر مقام نفس جُدا و مقام قلب جُدا و مقام روح جُدا و مقام سرّ جُدا۔ ہر یک علیحدہ علیحدہ در یکدم بکشاید، مینماید۔

بیت

مُرشد کامل رساند راز کُن مُرشد ناقص خلاف از ہر سُخن

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

دانا! آگاہ باش، ای درویش! ہر کہ این کتاب را دوام در مطالعہ باخلاص اتحاد بالیقین می خواند، سوگند خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ خوانندۂ این کتاب لایحتاج گردد۔

ابیات

کسی زین فیض فضلش را بخواند شود عارف خدا حق راز داند
دلی زندہ شود ھرگز نمیرد دلی بیدار شد خوابش نگیرد
چہ خوش راہی ست رحمت راز اللہ خطی درکش بگرد ماسوی اللہ

○

وآنچہ خزائن اللہ گنج الٰہی از وی ہیچ مخفی و پوشیدہ نماند۔ پس معلوم شد کہ انتہا و ابتدا است یعنی ریاضت مشکل کلید از توحید است۔ ہر کہ ازین کلید قفل وجود بکشاید، مقام ازل و مقام ابد و مقام دنیا و مقام عقبیٰ و معرفت مولیٰ، مراتب اعلیٰ قرب حق تعالیٰ مینماید۔ ریاضت کہ از توحید کلید ست بیکروزہ۔ پس ریاضت کہ از برای رجوعات خلق ہر روزہ از تقلید مطلق ہوس۔

تیار نہیں ہوتا۔ پس مرشد کامل وہی ہے، جو علم کے دُودھ سے معرفت کا روغن نکالے اور دُودھ کے وجود سے مقام نفس، مقام قلب، مقام روح اور مقام سرّ کو جُدا جُدا کرے اور ان سب کو علیحدہ علیحدہ کر کے ایک لمحہ میں منکشف کر دے اور دکھا دے۔

بیت

مرشد کامل کُن کے راز تک پہنچا دیتا ہے۔ اور ناقص مرشد ہر بات کی مخالفت کرتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اے درویش دانا! آگاہ ہو جا کہ جو شخص اخلاص اور یقین کے ساتھ ہمیشہ اس کتاب کا مطالعہ کرے گا، خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کہ اس کتاب کا پڑھنے والا لایحتاج ہو جائیگا۔

ابیات

جو کوئی اس کے فیض و فضل کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ وہ عارف خدا اور حق کا راز داں ہو جاتا ہے۔

جو دل زندہ ہو جاتا ہے، وہ پھر ہرگز نہیں مرتا۔ وہ دل جو ایک دفعہ بیدار ہو گیا، اس کو پھر غفلت کی نیند نہیں آتی۔

اللہ کی رحمتوں کے راز کا راستہ کتنا اچھا اور خوبصورت ہے۔ تو ماسوائے اللہ کے گرد خط کھینچ دے۔

تمام الٰہی خزانے اور گنج خداوندی اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتے پس معلوم ہُوا کہ انتہا ابتدا ہے۔ یعنی ریاضت مشکل کی چابی توحید سے ہے۔ جو شخص اس چابی سے وجود کا تالا کھولتا ہے، تو اس پر ازلی، ابدی، دنیوی اور اخروی تمام مقامات اور معرفت خداوندی اور قرب حق کے تمام اعلیٰ مراتب منکشف ہو جاتے ہیں (بے زوال)، ریاضت جو کلید توحید سے ہے، ایک دن میں کام سنوار دیتی ہے۔ پس ہر روزہ جو ریاضت خلقت کے دکھاوے اور حرص و ہوا کی خاطر کی جاتی ہے، وہ مطلق تقلید سے

مجلس اہل بس واہل ہوس راست نیاید۔
بدانکہ ریاضت در مشاہدہ معرفت حضوری الحق، دُور از ریاضت بی مشاہدہ معرفت راز اللہ میدارد باز از ریاضت توحید راز میکشاید۔ باز در توحید می درآید حقیقت حقیق حق عین بعین بنماید۔

حقیقت ریاضت

(بدانکہ) ریاضت راز باطنی، استخوان، مغز، گوشت پوست، رگ جان خون پیہ چربی تمام وجود را آتش تصور اسم اللہ ذات تمام ہفت اندام از سر تا قدم شب و روز چنان سوزد، چنانچہ میسوزد آتش ہیزم خشک را۔ ازین ریاضت بوسیلۂ ریاضت وجودیہ ہیچکس ظاہر چشم نہ دیدہ، سخت و بہتر نباشد گوئی کہ آتش ہفت دوزخ ذرۂ آتش از ریاضت وجودیہ تصور اسم اللہ ذات گرفتہ باشند۔ این چنین ریاضت بی نام و بی ناموس نام کشیدن کار مردان خدا است۔ مطلق باطن صفا است بہ حضوری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ریاضت باطن راز بر نفس جہاد، قہر دوام، زندگی، قلب تمام و فرحت روح، ہر صبح و شام شوق بخشندہ راز دوام نماز۔

اہمیت چشم معرفت

دیدۂ معرفت از دل چشم روشن و از مثل است کہ نفس دم جسم جسد وجود بی نام کہ دزد بدنام در غار است، چنانکہ بی نام پنہان در سوراخ باجمعیت خفتہ در خواب مار است۔ اگر بر در نفس غار و بر در مار را ہزاران ہزار شلاق ضرب میکنی، نفس را در غار غار و در سوراخ مار، ہیچ خبر و آزار نباشد تا آنکہ شعلۂ آتش از انگر آتش تیز

ہے۔ اہل بس اور اہل ہوس کی ہمنشینی کبھی راست نہیں آتی۔
(اے طالب صادق!) جان لے کہ ریاضت با مشاہدہ سے معرفت حضور حق حاصل ہوتی ہے۔ اور ریاضت بے مشاہدہ کے سبب انسان معرفت خداوندی اور سرّ الٰہی سے باز رہ جاتا ہے۔ راز توحیدی سے راز منکشف ہوتے ہیں اور پھر توحید میں داخل ہوتا ہے اور پھر حقیقی حقیقت میں آکر عین بعین مشاہدہ کرتا ہے۔

ریاضت کی حقیقت

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ ریاضت باطنی راز ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ شب و روز سر سے لے کر پاؤں تک ہڈیوں، مغز، گوشت، کھال، رگ، جان، خون، چربی وغیرہ تمام وجود کو اس طرح جلا دیتی ہے۔ جیسے آگ خشک لکڑی کو۔ اس ریاضت کے سبب ریاضت وجودیہ کے وسیلے سے ظاہری آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ آگ نہایت ہی سخت ہے اور بہتر نہیں ہے۔ گویا سات دوزخیوں کو اس آگ سے ایک ذرہ ملا ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات کے وجودیہ تصور کی ریاضت کی آگ سے بہت تھوڑی سی دوزخیوں کو نصیب ہوئی ہے۔ اس قسم کی ریاضت کرنا جو بے نام و بے ناموس ہے، مردانِ خدا کا کام ہے۔ مطلق باطن کی صفائی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتی ہے۔

باطنی راز کی ریاضت، نفس پر جہاد اور ہمیشہ اس پر قہر، زندگی، قلب تمام، فرحت روح اور ہر صبح و شام شوق میں مستغرق رہنا اور نماز میں دائمی راز نصیب ہوتا ہے۔

معرفت کی آنکھ کی اہمیت

معرفت کی آنکھ دل کی آنکھ سے روشن ہوتی ہے۔ وجود میں نفس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی بے نام اور بدنام چور غار میں ہو۔ یا مثلاً سانپ آرام کے ساتھ غار میں چھپا ہوا محو خواب ہو۔ اگر غار کے سوراخ کے منہ پر ہزار ہا مار پیٹ کی جائے، تو نفس کو غار میں اور سوراخ میں سانپ کو کوئی خبر نہ ہوگی اور نہ ہی اس کو کوئی تکلیف پہنچے گی۔ (اس طرح جب تک نفس کو کوئی تکلیف نہ ہو، تب تک بیرونی تکلیف اور ریاضت کا اس پر کچھ اثر

تر بہ تصور اسم اللہ ذات و توجہ مرشد کامل عارف باللہ و بانظر ولی اللہ۔ نفس در غار و در سوراخ مار پُر آتش گردد۔ نفس در غار و در سوراخ مار سوختہ از بُود نابود خاک خاکستر میشود۔

قولہ تعالیٰ :۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ [1]

دیگر آنکہ ریاضت ظاہری اندرون دل تاثیر نمیکند اگر دل خشک شود بجز تصور مشق مرقوم اسم اللہ ذات و توجہ نظر اولیاء اللہ۔ متبرکات درمیان قلب دل چنان تاثیر کند، چنانکہ نمک در طعام و یا اخگر در آتش از تاثیر تصور اسم اللہ ذات مشق مرقوم میگردد۔ پس معلوم شد کہ آنچہ در دل غل غش، سیاہی، غلاظت، پلیدی، کدورت، زنگار، خون، ریم، چربی و پیہ کلیہ از دل ناشایستہ بریزد و میخیزد، چنانچہ میخیزد شبنم از گرمی تابش طلوع آفتاب روشن روز۔ بعد ازان تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح و تجلیۂ سر اسرار ربانی مینماید، عین بعین بکشاید۔ باطن آباد و مبارک باد۔ اگر کسی بپرسد کہ کاملان را آن کدام راہ است کہ بی ریاضت رسیدن راز طرفہ زد با قرب اللہ است یعنی بہ تصور برکت اسم اللہ ذات حاضرات مُردہ وجود گردد حیات۔ حی از طی، حی از حی می برآید، جثہ از جثہ و باز میدر آید جثہ در جثہ کہ جثہ نفسانی افتادہ در غفلت خواب و جثۂ روحانی در مشاہدہ معرفت اللہ بی حجاب۔ حجت من قرآن است۔

قولہ تعالیٰ :۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ؕ [2]

[1] سورہ مائدہ ۵: ۵۴ [2] سورہ الکھف ۱۸: ۲۴

نہیں ہوتا) اس کو صرف اسم اللہ ذات کا تصور، جو آگ کے شعلہ سے بھی زیادہ تیز ہوتا ہے، اور مرشد کامل کی توجہ، عارف باللہ اور ولی اللہ کی نگاہ ہی درست کرسکتی ہے۔ اگر بل کے منہ پر یا غار کے منہ پر آگ جلائی جائے، تو نفس غار میں اور سانپ غار کے اندر جل کر بُود سے نابود اور خاک خاکستر ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

" یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہے دیگا "

مُردہ وجود کو زندہ کرنے کا علاج

دوسرے یہ کہ ظاہری ریاضت دل کے اندر تاثیر نہیں کرتی۔ اگر دل خشک ہو، تو اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کے تصور اور اولیاء اللہ کی نظر اور توجہ کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا۔ ان دو متبرک چیزوں (تصور اور نظر و توجہ) سے دل پر ایسی تاثیر ہوتی ہے، جیسے نمک کی کھانے میں اور یا چنگاری کی آگ میں۔ پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم سے دل کی تمام کدورتیں، سیاہی، غلاظت، پلیدی، زنگار، خون، ہڈی، چربی اور تمام کھوٹ وغیرہ مکمل طور پر نکل جاتے ہیں۔ (اور دل) ایسے چمکنے لگتا ہے، جیسے شبنم طلوع آفتاب کی گرمی سے چمکتی ہے۔ بعد ازاں تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ سر اسرار ربانی کرتا ہے۔ اور عین بعین دکھا دیتا ہے۔ اور اس کا باطن آباد اور مبارکباد کے قابل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دریافت کرے کہ کاملوں کے لیے وہ کونسا راستہ ہے، جس سے ایک لحظہ میں بغیر ریاضت کے راز خداوندی تک پہنچ جائے اور قرب الٰہی حاصل ہو جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور کی برکت سے مُردہ وجود بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ لپٹا ہوا لپٹے ہوئے سے، زندہ، زندہ سے نکلتا ہے، جسم سے جسم نکلتا ہے اور پھر جسم، جسم میں داخل ہوتا ہے۔ فانی اور نفسانی جثے دُور ہو کر خواب غفلت مٹ جاتی ہے اور روحانی جثہ مشاہدۂ معرفت الٰہی میں بے حجاب رہتا ہے۔ (اس سلسلہ میں) میری دلیل قرآن مجید ہے :۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تُو اپنے آپکو بھول جائے "

قولہٗ تعالیٰ :-

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؕ[1]

بیت

اکمل وکامل، مکمل، جامع نور الہدیٰ — غرق فی التوحید وحدت، عارفِ اصل خدا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

قُلْ خَیْرًا وَّاِلَّا فَاسْکُتْ ؕ[2]

باید دانست کہ ریاضت راہ است و راز جمعیت معرفت قرب اللہ است۔ شخصی را کہ ابتداء حاصل شد معرفت جمعیت راز، قرب اللہ، آنرا چہ احتیاج است کہ نظر کند۔ بے ریاضت راہ کامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہدیٰ، عارف نور خدا، ہر مقامات در نظر او نگاہ آگاہ۔

مطلب اینست کہ دو عمل کامل دارد۔

کامل یکی استغراق باسم اللہ ذات حاضرات ناظرات، باطن معمور کہ ہر دو جہان را بہ بیند بر پشت ناخن بمد نظر اللہ حضور۔

دوم عمل دعوت، صاحب، عامل، شہسوار غالب الاولیا، روحانیت از قرب قبور۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا اَھْلِ الْقُبُوْرِ ؕ[3]

شخصی کہ نہ کامل باطن، نہ باستغراق معرفت مشاہدۂ حضور و نہ ظاہر در عمل دعوت عامل اہل القبور، از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید است دور تر دور۔

وانتہا ہر طریقہ و ہر خانوادہ را با ابتدای قادری نمیرسد، اگرچہ تمام عمر بریاضت سر بسنگ

[1] سورہ الذٰریٰت ۵۱ : ۲۱ [2] الحدیث [3] شرح مسند امام اعظم حضرت ملا علی قاریؒ، لاہور، ص ۱۴۴

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"اور وہ (اللہ تعالیٰ) خود تمہاری جان میں ہے، پھر کیا تم غور نہیں کرتے ؟"

بیت

وہ زیادہ کامل ہے، اکمل ہے، مکمل ہے، نور ہدایت کو جمع کرنے والا ہے۔ وہ وحدت کی توحید میں مستغرق ہے۔ وہ عارف اور واصل خدا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

"اچھی بات کرو، ورنہ چپ رہو۔"

جاننا چاہیے کہ ریاضت راہ ہے اور راز با جمعیت معرفت اور قرب خداوندی ہے۔ جس شخص کو ابتدا ہی میں معرفت، جمعیت، راز اور قرب الٰہی حاصل ہو گیا، اسے کیا ضرورت ہے کہ راہ کی ریاضت کا خیال کرے۔ وہ بغیر ریاضت کے کامل، مکمل، اکمل اور جامع نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ وہ نور خدا کو پہچاننے والا ہوتا ہے۔ وہ تمام مقامات سے آگاہ ہوتا ہے اور تمام مقامات اس کی نگاہ کے سامنے رہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کامل دو عمل رکھتا ہے :-

کامل کا ایک عمل یہ کہ وہ اسم اللہ ذات کے حاضرات و ناظرات میں مستغرق رہتا ہے۔ اس طرح اس کا باطن آباد رہتا ہے اور وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے مدِنظر رہتا ہے۔

دوسرا عمل دعوت، صاحب دعوت، عامل، شہسوار غالب الاولیاء کے لیے روحانیت قبر سے نکل کر جواب با صواب دیتی ہے۔

سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"جب تم کسی معاملے میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبور سے مدد لو۔"

وہ شخص جو نہ باطنی طور پر کامل ہے اور نہ ہی معرفت مشاہدۂ حضور میں استغراق رکھتا ہے۔ اور نہ ہی ظاہری طور پر عمل دعوت قبور میں عامل ہے، وہ یقیناً فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید اور دور تر ہے۔

ہر خانوادہ اور ہر طریقہ کی انتہا قادری طریق کی ابتدا سے مقابلہ نہیں کر سکتی خواہ تمام عمر

زند۔ ابتدای قادری لاہُوت است، فنا فی اللہ و انتہای قادری لامکان است، باللہ بقا۔ ہر کہ نہ مراتب فی اللہ فنا و نہ باللہ بقا، آنرا نہ ابتدا، و نہ انتہا، مطلق تابع نفس سرہوا۔ از ریاضت سالہا سال بہتر است یکدم باستغراق مشاہدۂ وصال۔

مرشد کامل از طریق تحقیق چہار دارد قوّت توفیق۔

یکی آنکہ طالب اللہ را بیر یاضت بخشد معرفت اللہ راز۔

دوّم آنکہ در دنیا و آخرت لایحتاج گرداند بی نیاز۔

سوّم آنکہ مراتب بخشد شہباز و برکشد از مُردار خوار غلیواز۔

چہارم آنکہ زندہ قلب، قدم معرفت اللہ غرق فی التّوحید دوام، نماز ہرگز نماز وقتی نگذارد بمرتبہ سنّت جماعت بردارد۔

این چنین مرشد صاحب اختیار است۔ اگر طالب اللہ را ریاضت کشاند دوازدہ سال واگر عطا بخش کند بطرفہ زد حصول الوصول معرفت اللہ۔ وصال لازوال، قلب لاسلب، روح مثل نوحؑ۔ داں ذکر تزکیۂ نفس، ہر موی زبان کشاید بذکر اللہ، ہمچون طوفان نوحؑ۔ اینست مراتب نوادر آفتاب کہ در یکدم ہزاران ہزار تجلّہ بر دل شعلۂ نور مشاہدۂ حضور بر دل میگردد صادر۔ و بر نفس امیر فقیر قادری فی اللہ فنا، باطن صفا۔

واز ریاضت ہزاران ہزار سال، بہتر است توجّہ مرشد کامل یکبار۔ برین باید آورد اعتبار۔ مرشد کامل ہر کہ را بنوازد، مرتبۂ طالب بمرتبۂ خود برابر سازد۔ این چنین مرشد را "دوام حضور" گویند۔ مرشد یکہ "دوام حضور" است بشرف مدخل مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ملازم کردن آن را چہ مشکل دوّر است۔

ریاضت میں سر پتھر پہ مارتا رہے۔ قادری کی ابتدا لاہُوت اور فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور قادری کی انتہا لامکان اور بقا باللہ ہوتا ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر نہیں پہنچا، اسے نہ ابتدا حاصل ہے اور نہ ہی انتہا، بلکہ وہ مطلقاً نفس اور حرص و ہوا کے تابع ہے۔ سالہا سال کی ریاضت سے مشاہدۂ وصال میں ایک لحظ کے لیے مستغرق رہنا بہتر ہے۔

مرشد کامل کو تحقیقی طور پر چار قسم کی قوت توفیق حاصل ہوتی ہے:

قسم اوّل یہ کہ طالب اللہ کو بغیر ریاضت کے معرفت راز خداوندی بخش دے۔

قسم دوم یہ کہ دنیا اور آخرت میں لایحتاج اور بے نیاز کر دے۔

قسم سوم یہ کہ شہباز کے مراتب عطا کرے اور مُردار کھانے والی چیل وغیرہ سے اسے بچالے۔

قسم چہارم یہ کہ دل کو زندہ کرے، معرفت اور توحید الٰہی کے سمندر ہمیشہ کے لیے غرق کر دے، وہ ہرگز نماز وقتی کو نہ چھوڑے اور سنّت و جماعت پر کاربند رہے۔

اس قسم کا مرشد صاحب اختیار ہوتا ہے۔ اگر طالب اللہ کو ریاضت کرائے، تو بارہ سال تک، اور اگر بخشش کرے، تو ایک لحظ میں معرفت الٰہی تک پہنچا دے۔ وصال لازوال، قلب لاسلب اور روح مثل نوحؑ کر دے۔ ذکر سے اس قسم کا تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے کہ ہر ایک بال اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے۔ نوحؑ کے طوفان کی طرح شور و غوغا برپا کر دیتا ہے۔ مراتب نوادر آفتاب میں ایک لحظ کے اندر شعلۂ نور سے ہزارہا تجلیات دل پر صادر ہوتی ہیں اور دل کو مشاہدۂ حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اور انسان نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ فقیر قادری فنا فی اللہ ہوتا ہے اور اس کا باطن صفا ہوتا ہے۔

کامل مرشد کی فضیلت

کامل مرشد کی ایک بار کی توجہ ہزارہا سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اس بات پر اعتبار کر لینا چاہیے۔ مرشد کامل جس پر نوازش کرتا ہے، اس طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مرشد کو "دوام حضور" کہتے ہیں۔ جو مرشد کہ "دوام حضور" ہے، اس کے لیے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف کرنا کوئی مشکل اور بعید نہیں ہوتا۔

این مراتب است اَجْسَامُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ فِی الْآخِرَةِ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ[1] شان ایشان است جُبّہ را بسوزد، دستار را بگذار و زنارِ نفس امارہ کافر را بگسل۔ امید است بعد ازان حاصل کنی معرفت اللہ وصل کہ خود بینی ہمہ بہل۔ طلب کن معرفت اللہ از فقیر، تا شوی روشن ضمیر۔ در علم صاحب تفسیر در معرفت بر نفس امیر و نظر کیمیا، تاثیر طی کنی در یکدم ہر یک مقامات ذات صفات۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2]

ختم ہر دو جہان تابع فرمان بردار مثل غلام و تو بی غم۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ:۔

مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ[3]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ:۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ[4]

این راہ تصور حاضرات اسم اللہ ذات، استغراق مشاہدہ معرفت، بذکر فکر اعمال ظاہر جوارح تعلق وارد۔

بیت

ذکر را بگذار ہم مذکور را	تا تُرا حاصل شود وحدت خدا

المطلب آنکہ در ذکر، فکر، محاسبہ، مکاشفہ، رجوعات خلق، رجعت، خلل خطرات بسیار است و در مراتب مذکور وسوسہ، واہمات بیشمار است۔ ہر کہ در وحدت، معرفت راز ابتدائی توحید در آید، از خطرات، واہمات، وسوسہ، اوصاف ذمیمہ بیرون بر آید۔

---

[1] این قول بزرگی است۔ [2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

[3] الحدیث [4] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

یہ ان لوگوں کے مراتب ہیں جن کی شان میں وارد ہے: "کہ ان کے جسم دنیا میں ہیں اور دل آخرت میں۔ اور نماز مومنوں کے دلوں میں ہے" جُبّہ کو جلا دے، پگڑی کو چھوڑ دے اور کافر نفس امارہ کے زنار کو توڑ ڈال۔ (تو پھر) امید ہے کہ اس کے بعد تو معرفت و وصل الٰہی (مرشد کامل) سے حاصل کرے۔ خود بینی کو ترک کر دے اور فقیر سے معرفت خداوندی طلب کر تاکہ تو روشن ضمیر ہو جائے، علم تفسیر کا عالم معرفت خداوندی میں نفس پر قادر اور کیمیا تاثیر نظر والا ہو جائے اور ایک لحظہ میں ذات و صفات کے تمام مقامات طے کر جائے۔ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے" جب یہ کیفیت ہو جاتی ہے، تو دونوں جہان غلام کی طرح فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور تو خود بے غم ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"جس کا مولیٰ، اس کا سب کوئی"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا"

یہ راہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور کے متعلق ہے۔ اور مشاہدہ معرفت اور ذات حق میں مستغرق ہونے کے متعلق ہے۔ ذکر اور فکر کا تعلق اعضاء کے ظاہری اعمال سے ہے۔

بیت

ذکر کو ترک کر دے اور مذکور کو بھی۔ تاکہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کی وحدت (کا علم) حاصل ہو جائے۔

مطلب یہ کہ ذکر، فکر، محاسبہ اور مکاشفہ میں رجوعات خلق، رجعت، خلل اور بہت سے خطرات ہیں اور مذکورہ بالا مراتب میں وسوسے اور وہم بہت زیادہ ہیں۔ جو کوئی وحدت اور معرفت راز ابتدائی توحید کی طرف آتا ہے، وہ خطرات، واہمات، وسوسوں اور اوصاف بد سے بری ہو جاتا ہے۔

ابیات

پُشتہ خطرات از دل کُن بدرر — تا شوی عارف خدا صاحب نظر

از دل بدر کُن پُشتہ خطرات را — تا بیابی وحدت حق ذات را

عارف باللہ کہ در ولایت معرفت اللہ در آید۔ ہر دو جہان بمقدار پر پشہ مینماید۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ[1]

اینست مراتب استغراق، نورِ حضور۔

بیت

پُشتہ خطرات از دل دُور کُن — تا ترا حاصل شود آواز کُن

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ[2]

بیت

این مراتب را چہ داند بی بصر — بر زبان اللہ و در دل گاؤخر

بدانکہ ہر کہ را تاثیر تلقین، تعلیم، ارشاد نیست، چہار مشق وجودیہ چنانچہ بہ تصور بمد نظر اسم اللہ ذات، بانفکر چشم بانظر مرقوم و اسم فقر بر پیشانی مشق مرقوم و بر زبان

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۷ [2] سورہ یٰس ۳۶ : ۸۲

ابیات

خطرات کے انبار کو دل سے باہر کر دے۔ تاکہ تُو عارف خدا اور صاحب نظر ہو جائے۔

دل سے خطرات کے انبار کو باہر کر دے۔ تاکہ تجھے ذاتِ حق کی وحدت (کا علم) حاصل ہو جائے۔

جو عارف باللہ معرفت خداوندی کی ولایت میں داخل ہوتا ہے، اسے دونوں جہان مچھر کے پَر کے برابر نظر آتے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

"اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، جو اُن کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔"

یہ مراتب استغراق اور نُورِ حضور کے ہیں۔

بیت

خطرات کے انبار کو دل سے دُور کر دے۔ تاکہ تجھے کُن کی آواز حاصل ہو جائے یعنی تُو آوازِ کُن کو سننے لگے۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

"جب وہ کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے، تو اُسے کہتا ہے، ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔"

بیت

اندھا آدمی ان مراتب کو کیا جانے ؛ وہ زبان پر تو اللہ کا نام لیتا ہے، مگر دل میں نفسانی خواہشات رکھتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ جس پر تعلیم، تلقین اور ارشاد کا اثر نہ ہو، وہ چار وجودیہ مشقیں اس طرح کرے کہ تصور میں اسم اللہ ذات پر نگاہ رکھے چشم تفکر مرقوم پہ

اسم اللہ ذات مشق مرقوم و در ہر دو گوش۔ اسم اللہ ذات مشق مرقوم واسم اللہ ذات در ہر دو چشم مشق مرقوم واسم اللہ ذات بر ہر دو کف دست مشق مرقوم واسم اللہ ذات بر قلب مرقوم واسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سینہ مشق مرقوم واسم اللہ ذات بگرد پہلوی و برناف ازبرای نفس خلاف اسم اللہ ذات مشق مرقوم و چپ و راست پیش و پس ناف اسم اللہ ذات مشق مرقوم و پنج اسم اللہ در سر بدماغ سر مشق مرقوم، چون این جملہ مجموعہ مشق تصور در عمل در آید، صاحب تصور مشق اسم اللہ ذات تمام وجود ہفت اندام را در قبض تصرف تصور قید خود کند و بر وجود طالب اسم اللہ ذات بر غالب قید ذات کند، در وجود اُو تاثیر کلیہ اسم اللہ ذات شود۔ اینست مراتب فقیر غنی۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[1]

چون فقیر باین مراتب رسد، کلیہ لایحتاج شود و ہدایت تمام دست دھد۔ قلب از خناس، خرطوم، وسوسہ، واہمات، خطرات خلاص، مع اللہ اخلاص، بعد ازان حواس خمس ظاہر بستہ اسم اللہ ذات گردد و حواس خمس باطن بکشاید و چہار طیور ذبح کشتہ میشود، چنانچہ خروس شہوت و کبوتر ہوا و طاؤس زینت و زاغ حرص بموجب این آیت کریمہ اشارت۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ[2]

بیت

چار بودم، سہ شدم، اکنون دوم وازدوئی بگذشتم و یکتا شدم

[1] سورہ محمد، ۴۷: ۳۸ [2] سورہ البقرہ، ۲: ۲۶۰

اور اسم فقر مشق مرقوم کے ساتھ پیشانی پر لکھے۔ مشق مرقوم کے ساتھ زبان پر اسم اللہ ذات تحریر کرے۔ اور اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم دونوں کانوں، دونوں آنکھوں، دونوں ہتھیلیوں اور قلب پر کرے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشق مرقوم سینے پر اور پہلوؤں کے گرد کرے۔ اور نفس کی مخالفت کے لیے اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم ناف پر۔ ناف کے دائیں، بائیں اور آگے پیچھے اور سر دماغ میں ان پانچوں کی مشق کرے۔ جو دماغ میں پہنچائے۔ تصور اسم اللہ ذات کی جب یہ تمام مشقیں عمل میں آجاتی ہیں تو صاحب تصور وجود کے تمام اعضاء کو اپنے قبضے اور تصرف و تصور میں لے آتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا طالب وجود پر غالب آجاتا ہے۔ اس کے وجود میں اسم اللہ ذات کی تاثیر پورے طور پر ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب غنی فقیر کے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔"

جب فقیر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ کلی طور پر لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اور پوری پوری ہدایت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور دل سے خناس، خرطوم، وسوسے، واہمات اور خطرات نکل جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اُسے اخلاص حاصل ہو جاتا ہے۔ بعدازاں اسم اللہ ذات کے طفیل حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر باطنی حواس خمسہ کھل جاتے ہیں اور چار پرندے ذبح ہو جاتے ہیں۔ یعنی شہوت کا مرغ، حرص کا کبوتر، زینت کا مور اور لالچ کا کوا (ذیل کی) اس آیت کریمہ پر دلالت کرتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان آجائے۔ پس حکم ہوا کہ کوئی سے چار پرندے لے لے۔"

بیت

پہلے میں چار تھا، پھر تین ہوا، اب دو ہوں۔ اور دوئی میں سے گزر کر (اب) یکتا ہو گیا ہوں۔

بیت

ہر کہ فی اللہ گشت فانی باخدا — وازدوئی بگذشت حاضر مصطفیٰ

پس ہر کہ اربعہ طیور را اربعہ نفس را بکشد، فنا فی اللہ مراتب روحانی رسد و در وجود اُو جثۂ نور روحانیت پیدا شود و اگر تمامیت نفسانی آنچہ بر روی زمین است یکجا جمع شوند، بیک جذب چشم زد روحانی نفسانی ہمہ از جان بیجان شوند۔

پس لائق دعوت خواندن بر قبر، سوار شہسوار قبر جثۂ روحانیت، صاحب تصور اسم اللہ حضور، غالب بر روحانیت اہل قبور۔ دیگر یکہ خواند رجعت شود۔ مجذوب عارف باللہ در مشاہدہ دوام حضور، وجود از سر تا قدم نور، کسوت نفس پوشد و قلب کسوت روح پوشد و روح کسوت سر پوشد۔ وجودیکہ از نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است، باز بحضور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسید و (از) نفس و قلب و روح خطاب عتاب برخیزد۔ بعد ازان وجودیکہ از نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است، بنور اللہ توحید برسد۔ مراتب فقر یافت و معرفت فقر را رفیق خود ساخت۔ غیر ما سوی اللہ جملگی انداخت پس پشت، بدخصالت نفس کشت۔ تماشہ ہر دو جہان را بہ بیند بر کف دست یا بر ناخن پشت۔ آنرا چہ احتیاج است خواندن و نوشتن و قلم گرفتن در میان سر انگشت۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

قولہ تعالیٰ:-

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى [1]

[1] سورہ نجم ۵۳ : ۱۷

بیت

جو کوئی فنا فی اللہ ہوگیا، وہ بقا باللہ ہوگیا۔ اور وہ دوئی سے گزر کر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوگیا۔

پس جو شخص چاروں نفسوں کے چاروں پرندوں کو ذبح کرتا ہے، وہ فنا فی اللہ ہوکر روحانی مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کے وجود میں روحانیت کے نور کا جثہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اگر روئے زمین کے تمام نفسانی یکجا جمع ہوجائیں، تو ایک جذبہ کے تحت ایک لحظہ میں روحانی اور نفسانی سب بیجان ہوجاتے ہیں۔

پس وہ شخص قبر پر دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے، جو روحانیت کے وجود کی قبر کا شہسوار ہو اور جو اسم اللہ ذات کے تصور کا عامل ہو اور اہل قبور کی روحانیت پر غالب ہو۔ اس کے علاوہ جو شخص دعوت پڑھے گا، اس کو رجعت ہوجائے گی۔

مجذوب عارف باللہ ہمیشہ مشاہدہ حضور میں رہتا ہے۔ اس کا وجود نفس سر سے لے کر پاؤں تک نور کا لباس پہنتا ہے۔ اور قلب روح کا لباس پہنتا ہے اور روح سر کا لباس پہنتا ہے۔ جو وجود نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، وہ پھر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ اور نفس، قلب اور روح سے خطاب وعتاب اُٹھ جاتا ہے۔ بعد ازاں جو وجود نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، وہ نور اللہ کی توحید کو پہنچ جاتا ہے۔ (اور) فقر کے مراتب حاصل کرلیتا ہے۔ اور معرفت فقر کو اپنا رفیق بنالیتا ہے۔ ماسوائے اللہ تمام کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اور نفس بدخصال کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اور دونوں جہان کے تماشا کو ہاتھ کی ہتھیلی پر یا پشت ناخن پر دیکھ لیتا ہے۔ (جس شخص کی یہ صفات ہوں) اُسے لکھنے پڑھنے اور تینوں انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا گیا ہے)

"نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔"

اینست مراتب عارف باللہ، فنافی اللہ، دوام باخدا۔

بیت

چشم را بربند بر دل کُن نظر | تا شوی عارف خدا صاحب نظر

ہر کہ غرق شد فنا فی اللہ ذات ہرگز نظر نکند بکشف کرامات۔ ہر کہ غرق شد فنا فی اللہ ذات اختیار نکند عزّ و جاہ دنیا درجات قدر۔ این مراتب اعلیٰ قرب با حق تعالیٰ۔ ہر آنکس داند کہ بہ مشاہدۂ معرفت رسیدہ اوّل بالیقین دیدہ شود۔ بعد ازان لایق شوی معرفت دیدار پروردگار۔ مراتب مشاہدۂ نورِ حضور حاصل نمی شود بغیر ہدایت تصرف باطن تمام و غنایت تمام تصرف ظاہر دنیا کہ در نظر صاحب تصرفین فقیر بادشاہ سائل گدا است۔ ہر کہ ابتدای تصرف ظاہر باطن ندارد، آنرا عارف باللہ فقیر نتوان گفت۔ ہنوز محتاج، در قید نفس، اسیر ہوا است۔ بی خبر از گنج تصرف خدا۔

اَلْهِدَايَةُ فَوْقَ الْغِنَايَةِ الْغِنَايَةُ فَوْقَ الْوِلَايَةِ ط

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ :-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْفُقَرَآءَ الْغَنِیَّ ط[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ط[2]

بیت

فقر را دریافتم من از فقر | فقر حاصل گشت با فقرش نظر

[1] الحدیث [2] سورہ القصص، ۲۸ : ۲۴

(یعنی آپ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے معراج کے وقت خداوند تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں، مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی، جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آپ کو غافل کرسکتی)۔

یہ مراتب اس شخص کے ہیں، جو عارف باللہ، فنافی اللہ اور ہمیشہ خدا کے ساتھ ہو۔

بیت

آنکھ بند کرلے اور دل پر نظر کر، تاکہ تُو عارف خدا اور صاحب نظر ہوجائے۔

جو کوئی فنا فی اللہ اور مستغرق فی اللہ ہوجاتا ہے، وہ کشف و کرامات کی طرف ہرگز نگاہ نہیں کرتا۔ جو کوئی فنا فی اللہ ذات میں غرق ہوجاتا ہے، وہ دنیاوی عزّ و جاہ اور درجات و مراتب پر نگاہ نہیں کرتا۔ یہ مراتب اعلیٰ حق تعالیٰ کے ساتھ قرب کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مشاہدۂ معرفت الٰہی تک پہنچنے کے لیے پہلے یقین کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، پھر تُو لائق دیدار معرفت الٰہی ہوگا۔ دنیاوی تمام ظاہری غنایت و تصرف اور باطنی ہدایت و تصرف بغیر مشاہدۂ نورِ حضور کے مراتب کے حاصل نہیں ہوتے۔ کیونکہ صاحب تصرفین کی نگاہ میں فقیر بادشاہ ہوتا ہے اور سائل گدا ہوتا ہے۔ جس شخص کو ظاہری باطنی ابتدائی تصرف حاصل نہیں ہے، اسے عارف باللہ فقیر نہیں کہہ سکتے۔ وہ ابھی محتاج، نفس کا اسیر طمع و لالچ میں مبتلا اور خزائن الٰہی کے تصرف سے بے خبر ہے۔

"ہدایت غنایت سے بڑھ کر ہے اور غنایت ولایت پر فوقیت رکھتی ہے"

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے :-

"اللہ تعالیٰ بیشک غنی فقراء سے محبت کرتا ہے"

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اے رب! تُو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اسکا محتاج ہوں"

بیت

میں نے مقامِ فقر کو فقر سے دریافت کیا۔ اس کے فقر کی نظر سے (مجھے) فقر حاصل ہوا۔

فقیر باطن دوام بنفس جہاد وظاہر از نفس آزاد است مراتب فقیر باطن آباد۔

بیت

نیست این فقرش کہ بینی گاؤ خر نظر فقرش بہ بود از سیم و زر

یعنی بر اہل بدعت سر ہوا بیزار شد از وی محمد مصطفیٰؐ

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

اَلْمُبْتَدِعُ کِلَابُ النَّارِ [2]

حبّ دنیا سر بدعت است و حبّ مولیٰ سر ہدایت۔ در دنیا مراتب عظیم تر و بلند تر بادشاہ وفقیر عارف باللہ بااین کمینہ کمتر مراتبین نکند نظر نگاہ۔ و دوازدہ ہزاری امیر الامراء و وزیر بادشاہ۔ فقیر با جمعیت مشاہدۂ معرفت مراتب عظیم دارد باقرب اللہ۔ دل بیداری، کم آزاری و رستگاری با خلق و کرم۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

مرا از پیر طریقت نصیحتی یاد است کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

---

[1] مرغوب القلوب تبریزیؒ ۔ [2] الحدیث

فقیر باطن میں ہمیشہ نفس سے جہاد کرتا رہتا ہے اور ظاہر طور پر اس کا نفس آزاد ہے فقیر کے باطنی مراتب (ہمیشہ) آباد رہتے ہیں۔

بیت

یہ فقر نہیں ہے کہ تو گدھا اور گائے بیل دیکھے (یعنی دل میں نفسانی خواہشات رکھے) فقر کی نظر سونے چاندی سے بہتر ہوتی ہے۔

اہل بدعت پر لعنت ہو، جو حرص و ہوا میں مبتلا ہیں، ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔

حدیث قدسی

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"بدعتی دوزخ کے کتے ہیں"۔

دنیا کی محبت بدعت کی جڑ ہے اور حبّ مولیٰ ہدایت کی جڑ ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا اور عظیم تر مرتبہ بادشاہی ہے لیکن فقیر عارف باللہ اس کمینہ اور کمتر مرتبے کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔ بارہ ہزاری امیر الامراء یا وزیر بادشاہ کے مراتب کی طرف فقیر نظر بھی نہیں کرتا۔ فقیر با جمعیت مشاہدۂ معرفت الٰہی کے سبب اور قرب الٰہی کی وجہ سے عظیم مراتب رکھتا ہے۔ اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ مخلوق کو تکلیف نہ دینا اور اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا نجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ یاد الٰہی کے بغیر (دنیا میں) جو کچھ بھی ہے، وہ سب برباد ہونے والا ہے۔

فقیر باطن دوام بنفس جہاد و ظاہر از نفس آزاد است۔ مراتب فقیر باطن آباد۔

بیت

نیست این فقرش کہ بینی گاؤ خر — نظر فقرش نہ بود از سیم و زر

لعنتی بر اہل بدعت سر ہوا — بیزار شد از وی محمد مصطفیٰؐ

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

اَلْمُبْتَدِعُ کِلَابُ النَّارِ [2]

حب دنیا سر بدعت است و حب مولیٰ سر ہدایت۔ در دنیا مراتب عظیم تر و بلند تر بادشاہ و فقیر عارف باللہ با این کمینہ کمتر مراتبین نکند نظر نگاہ۔ و دوازدہ ہزاری امیر الامراء و وزیر بادشاہ۔ فقیر باجمعیت مشاہدۂ معرفت مراتب عظیم دارد با قرب اللہ۔ دل بیداری، کم آزاری و رستگاری با خلق و کرم۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

مرا از پیر طریقت نصیحتی یاد است — کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

---

[1] مرغوب القلوب تبریزیؒ ۔ [2] الحدیث

فقیر باطن میں ہمیشہ نفس سے جہاد کرتا رہتا ہے اور ظاہر طور پر اس کا نفس آزاد ہے۔ فقیر کے باطنی مراتب (ہمیشہ) آباد رہتے ہیں۔

بیت

یہ فقر نہیں ہے کہ تو گدھا اور گائے بیل دیکھے (یعنی دل میں نفسانی خواہشات رکھے) فقر کی نظر سونے چاندی سے بہتر ہوتی ہے۔

اہل بدعت پر لعنت ہو، جو حرص و ہوا میں مبتلا ہیں۔ ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔

حدیث قدسی

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"بدعتی دوزخ کے کتے ہیں"۔

دنیا کی محبت بدعت کی جڑ ہے اور حب مولیٰ ہدایت کی جڑ ہے۔ دنیا میں سب سے بڑا اور عظیم تر مرتبہ بادشاہی ہے۔ لیکن فقیر عارف باللہ اس کمینہ اور کمتر مرتبے کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔ بارہ ہزاری امیر الامراء یا وزیر بادشاہ کے مراتب کی طرف فقیر نظر بھی نہیں کرتا۔ فقیر باجمعیت مشاہدۂ معرفت الٰہی کے سبب اور قرب الٰہی کی وجہ سے عظیم مراتب رکھتا ہے۔ اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ مخلوق کو تکلیف نہ دینا اور اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا نجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ یاد الٰہی کے بغیر (دنیا میں) جو کچھ بھی ہے، وہ سب برباد ہونے والا ہے۔

دولت بسگان دادند و نعمت بخران   ما امن امانیم تماشا نگران

اگر بیائی در باز (است) و زود تر یابی معرفت اللہ راز۔ و اگر نیائی، اللہ بی نیاز (است)۔

مراتبین عارف صاحب معرفت۔ یکی دوام مشاہدۂ تجلیات ذات غرق نور کہ با قرب اللہ حضور است۔

دوم؛ مراتب عارف را ملاقات مجلس با ارواح انبیاء و اولیاء اللہ و خصوص عارف عاشق جان قربان بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عارف از ذکر، فکر، ورد وظایف، نوافل، صوم صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ خلاص۔ باطن غرق یکتا مع اللہ اخلاص۔

و طالب عارف از تلقین عارف در مشاہدہ غرق نور و در مجلس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور دریابد۔ با جمعیت لایحتاج گردد۔ مفلس، مستحق، عاجز از فقر معرفت گنج خدا گنج تصرف لازوال، ظاہر علم و باطن معرفت فقر۔

بدانکہ اکثر مردم در مراتب سر اسرار بہ نفس ہوا میگویند من ذاکر خدا۔

شرح ذکر

ذکر خاص الخاص اینست چنانچہ از ذکر ذوق از ازل تا ابد لازوال، عارف باللہ با قرب معرفت اللہ وصال و از فکر فنای نفس، نہ در وجود طمع، حرص، حسد، ہوا ماند و نماند ریا، ہوس۔ ذاکر را اللہ بس، اینست ابتدای مراتب ذاکر ذکر دوام فکر تمام، دوام مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، جواب صواب، التماس بپیغام۔

مال و دولت دنیا کتوں کو اور نعمت گدھوں کو دے دی گئیں۔ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

اگر تو آجائے، تو دروازہ کھلا ہے۔ اور تو بہت جلد معرفت راز خداوندی کو پا لیگا۔ اور اگر نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

صاحب معرفت عارف کے دو مرتبے ہیں۔

۱۔ دائمی مشاہدۂ تجلیات ذات غرق نور، جو اللہ کے ساتھ قرب حضوری کے سبب ہے۔

۲۔ عارف کو انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح کے ساتھ ملاقات اور مجلس رہتی ہے۔ خصوصاً عارف عاشق حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان قربان کرتا ہے۔

عارف ذکر، فکر، ورد وظایف، نوافل، صوم و صلوٰۃ، حج اور زکوٰۃ سے بری ہوتا ہے۔ وہ باطن میں ہمیشہ غرق مع اللہ یکتا اور با اخلاص رہتا ہے۔

اور طالب عارف عارف کی تلقین سے پہلے ہی روز مشاہدۂ نور میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضوری پا لیتا ہے۔ اور با جمعیت ہو کر لایحتاج ہو جاتا ہے۔ مفلس، مستحق اور عاجز لوگ فقر معرفت سے خزانۂ الٰہی کا لازوال تصرف اور ظاہری اور باطنی علم حاصل کر لیتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اکثر لوگ جو سرّ اسرار الٰہی کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود کو ذاکر خدا کہتے ہیں، نفسانی خواہشات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

شرح ذکر

خاص الخاص ذکر کی یہ خاصیت ہے کہ اس سے ایسا لازوال ذوق پیدا ہو جو ازل سے ابد تک رہے۔ اور ذاکر عارف باللہ اور قرب معرفت الٰہی کے ساتھ واصل ہو جائے اور فکر سے فنائے نفس اسے حاصل ہو۔ نہ اس کے وجود میں طمع، حرص، حسد اور نفسانی خواہش رہتی ہے اور نہ ریا اور ہوس رہتی ہے۔ ذاکر کو اللہ ہی کافی ہے۔ ذاکر کے ابتدائی مراتب یہ ہیں کہ وہ ذکر دوام اور فکر تمام میں لگا رہتا ہے اور اسے دائمی طور پر مجلس نبوی صلی

ذاکر ہمسخن حاضر در ہر صبح و شام ذکر نام حضوریست۔ نہ دم بستن و لقمۂ گوشت و قلب را جنبیدن، در وجود مستی و مغروری، از اللہ دوری، مقہوری، از نظر اللہ نامنظوری، در خلق اللہ مشہوری شہرت پذیر فلان ذاکر فقیر۔

بیت

باہُوؒ خویش را از خلق پوشد ہر کہ مرد ۔۔۔ ذاکران بسیار بہر از سیم و زر

نیز شرح ذکر اللہ مجموعہ ذکر اللہ تعالیٰ مراتب با مراتب، درجہ با درجہ، منصب با منصب، قرب با قرب از تصور اسم اللہ ذات جملگی ذکر اللہ یکبارگی میکشاید و در عمل در آید، کامل ذکر کُل، کشاید ہر مشکل۔ این چنین ذاکر عالم، فاضل، صاحب تحصیل عالم باشد۔ بدین آثار و الّا جاہلان ہزاران ہزار بیک نظر دیوانہ مجنون رجعت خوردہ چہ مشکل کار۔ ذاکر آنست کہ در مستی ہشیار باشد، در حضور باشعور و در ہشیاری مست۔ این چنین ذاکر صاحب اسم اللہ ذات مع اللہ پیوست۔

نیز شرح ذکر

ذاکر اللہ فنا فی اللہ، ذاکر عارف باللہ۔

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جواب با صواب حاصل کرتا ہے اور وہ التماس کے جواب میں پیغام سے بھی سرفراز ہوتا ہے۔ ذاکر کے ہر صبح و شام حاضر رہنے اور ہمسخن ہونے کے ذکر کا نام حضوری ہے، نہ کہ دم بند کرنا اور لقمۂ گوشت اور قلب کو ہلانا، وجود میں مستی اور مغروری کا ہونا اللہ تعالیٰ سے دوری اور مقہوری ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نامنظور ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ مخلوقِ خدا میں مشہور اور شہرت پذیر ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص ذاکر فقیر ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! جو کوئی مردِ خدا ہے، وہ اپنے آپ کو مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہے۔
بہت سے ذاکر لوگ سونے چاندی کی خاطر ذکر کرتے ہیں۔

شرح ذکر اللہ

مجموعی طور پر تمام ذکر الٰہی اسم اللہ ذات کے تصور سے مراتب با مراتب، درجہ با درجہ، منصب بہ منصب اور قرب با قرب جاری ہوتے ہیں اور یکبارگی عمل میں آتے ہیں مرشد کامل ذکر کُل کے ذریعے ہر قسم کی مشکل کو حل کرتا ہے۔ اس قسم کا ذاکر عالم، فاضل اور صاحب تحصیل عالم ہوتا ہے۔ ان علامات کے ہوتے ہوئے ایسے شخص کو طالب کرنا مشکل ہے، ورنہ ہزار ہا رجعت خوردہ اور جاہلوں کو ایک ہی نگاہ سے دیوانہ اور مجنوں بنا دینا کچھ بھی مشکل کام نہیں۔ ذاکر وہ ہے کہ مستی میں ہوشیار، حضوری میں باشعور اور ہوشیاری میں مست رہے۔ اس قسم کا ذاکر صاحب تصور اسم اللہ ذات سے مل جاتا ہے۔

●

دیگر شرح ذکر

اللہ کا ذاکر فنا فی اللہ اور عارف باللہ ہوتا ہے۔

اقسامِ ذکر

۱۔ ذکر نفی
۲۔ ذکر اثبات
۳۔ ذکر تصورِ اسم اللہ ذات
۴۔ ذکر نجات
۵۔ ذکر حیات
۶۔ ذکر درجات
۷۔ ذکر حقی
۸۔ ذکر آنا
۹۔ ذکر یخفیٰ
۱۰۔ ذکر معرفت
۱۱۔ ذکر معروف
۱۲۔ ذکر مشاہدہ
۱۳۔ ذکر قرب
۱۴۔ ذکر از جگر خون نوش
۱۵۔ ذکر فضیلت جوش
۱۶۔ ذکر وجدانی
۱۷۔ ذکر سلطانی
۱۸۔ ذکر لامکانی
۱۹۔ ذکر قربانی
۲۰۔ ذکر نفس فانی
۲۱۔ ذکر جہر
۲۲۔ ذکر حامل
۲۳۔ ذکر سودا
۲۴۔ ذکر سویدا
۲۵۔ ذکر روشن ضمیر
۲۶۔ ذکر بر نفس امیر
۲۷۔ از ذکر بکشاید علم نص، حدیث، تفسیر
۲۸۔ ذکر لازوال، ذکر وصال، ذکر نیک خصال۔
۲۹۔ ذکر بخشندۂ حقائق ماضی و حال و مستقبل لارجعت ولاخلل۔

دیگر اقسامِ ذکر

۱۔ ذکر قلبی
۲۔ ذکر روحانی
۳۔ ذکر ضمیر
۴۔ ذکر جانی
۵۔ ذکر جوہر
۶۔ ذکر نور ایمان

اقسامِ ذکر

ذکر کی کئی اقسام ہیں:۔

۱۔ ذکر نفی
۲۔ ذکر اثبات
۳۔ ذکر تصورِ اسم اللہ ذات
۴۔ ذکر نجات
۵۔ ذکر حیات
۶۔ ذکر درجات
۷۔ ذکر خفی
۸۔ ذکر آنا
۹۔ ذکر یخفیٰ
۱۰۔ ذکر معرفت
۱۱۔ ذکر معروف
۱۲۔ ذکر مشاہدہ
۱۳۔ ذکر قرب
۱۴۔ ذکر خون جگر نوش کرنا
۱۵۔ ذکر فضیلت جوش
۱۶۔ ذکر وجدانی
۱۷۔ ذکر سلطانی
۱۸۔ ذکر لامکانی
۱۹۔ ذکر قربانی
۲۰۔ ذکر نفس فانی
۲۱۔ ذکر جہر
۲۲۔ ذکر حامل
۲۳۔ ذکر سودا
۲۴۔ ذکر سویدا
۲۵۔ ذکر روشن ضمیر
۲۶۔ ذکر بر نفس امیر
۲۷۔ ذکر سے قرآن و حدیث اور تفسیر کا علم منکشف ہوتا ہے۔
۲۸۔ ذکر لازوال، ذکر وصال اور ذکر نیک خصلت۔
۲۹۔ ذکر سے ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق رجعت اور خلل کے بغیر حاصل ہوتے ہیں۔

دیگر اقسام ذکر

مندرجہ بالا اذکار کے علاوہ دیگر اقسام یہ ہیں۔

۱۔ ذکر قلبی
۲۔ ذکر روحانی
۳۔ ذکر ضمیر
۴۔ ذکر جانی
۵۔ ذکر جوہر
۶۔ ذکر نور ایمان

۷۔ ذکر جلالی ۸۔ ذکر جمالی

۹۔ ذکر احوالی ۱۰۔ ذکر قالی

۱۱۔ ذکر سرّی ۱۲۔ ذکر اسراری

ذکر نام اللہ تعالیٰ چند است۔ ہریک ذکر کلمات ربّانی دارد۔ و شرح الکلمات اسم اللہ ذات در شرح نگنجد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا[1]

ہر ذاکر ذکر اللہ ذات ربّانی کلمات دعویٰ کند، ذکر خفیہ ذکر قلب بجنبش، حبس دم کشاش، پاس انفاس دم بستن بالتفکر آورد و برد بنام ذکر اللہ آواز تعلق ندارد۔ راز حقیق بحق تحقیق معرفت مشاہدۂ طریقت، ذاکر غرق نور، فنا فی اللہ فی التوحید، حضور قرب اللہ، باطن معمور بارحمت۔ ذکر راز تعلق دارد۔

بیت

قلب با ذکرش درآید غرق ذات آنچہ باشد غیر حق زان شد نجات

ہر وقت بشروع اشتغال اللہ، ذکر، فکر، مراقبہ، بتوجہ بتصور اسم اللہ ذات از نفس فنا بروح بقا، مراتب ممات می بیند۔ در حیات ہریک منزل مقامات در حیات چنانچہ وقت جان کندن و جواب صواب در قبر حساب، حشر نشر و گزر بلپصراط و مدخل بہشت و نوشیدن شرابًا طہورًا و مشرف بلقاء ربّ العالمین۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ :۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[2]

[1] سورہ الکہف، ۱۸ : ۱۰۹ [2] عین العلم و شرح برزخ

۷۔ ذکر جلالی ۸۔ ذکر جمالی

۹۔ ذکر احوالی ۱۰۔ ذکر قالی

۱۱۔ ذکر سرّی ۱۲۔ ذکر اسراری

اللہ تعالیٰ کے نام کے چند ذکر ہیں۔ ہر ایک ذکر کلمات ربّانی رکھتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے کلمات شرح میں سما نہیں سکتے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے پیغمبر! کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں کہ ان سے میرے رب کی باتیں لکھی جائیں، تو بیشتر اس کے کہ کلمات ربّی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آ جائیں۔"

جو ذاکر ذکر الٰہی اور کلمات ذات ربّانی کا دعویٰ کرتا ہے، وہ قلبی اور خفیہ ذکر کرتا ہے، اُسے سانس روکنے، پاس انفاس اور تفکر کے ساتھ ذکر الٰہی کے نام پر سانس اندر باہر کھینچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذاکر کو راز حقیق بحق تحقیق مشاہدۂ طریقت و معرفت، استغراق نور، فنا فی اللہ فی التوحید، اور قرب الٰہی کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اس کا باطن معمور اور بارحمت ہوتا ہے۔ اس کا ذکر راز الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔

بیت

اس کے ذکر سے دل اس کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہوتا ہے، اس سے نجات مل جاتی ہے۔

ذاکر جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے، وہ ذکر، فکر، مراقبہ، توجہ اور تصور اسم اللہ ذات سے فنائے نفس، بقائے روح اور مراتب ممات کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ وہ زندگی ہی میں ہر ایک منزل اور مقام (ممات) کو دیکھ لیتا ہے، مثلاً عالم نزع، قبر میں جواب صواب، حساب کتاب اور حشر نشر، پلصراط سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، شراب طہور کا پینا اور لقائے ربّ العالمین سے مشرف ہونا۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"مرنے سے پہلے مر جاؤ۔"

اینست مراتب ذکر. بروی ذکر اثبات کہ وجود حیات مُردہ، وجود مُردہ حیات. ذاکر در
ذکر شدن مراتب نہ آسان کار. در ذکر عظیم مشاہدۂ ربانی سرّ اسرار پروردگار۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ [1]

(ذاکر مرشد طالب را روز اوّل ہمہ مراتب می نماید) مرشدیکہ روز اوّل ہر یک مراتب از ذکر
اللہ طالب اللہ را نکشاید و نماید، از وتلقین ذکر نباید گرفت کہ ذکر مراتب ناقص خام ناتمام است۔

ذکر اللہ اسم اللہ ذات نور است۔ ذاکر دوام بہ نظر اللہ حضور است۔ ذاکر را از اللہ
چہار مراتب ظہور میشود۔

یکی رحمت

دوّم راز

سوّم فیض

چہارم فضل

دیگر ذاکر را این چہار گواہ ممات حیات و دو گواہ در ممات۔ ذاکریکہ این چہار گواہ
ممات حیات ندارد، این را ذاکر نتوان گفت، خام است۔ دو گواہ در حیات۔

ذاکر آنست اوّل خلق را بہ تصور اسم اللہ ذات یکبارگی برساند بمعرفت خدا و مجلس محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

دوّم باز دارد نفس را از طمع ہوا۔

دو گواہ ذاکر را در ممات اینست:

یکی آنکہ بعد از مردن، قلب در جنبش بذکر اللہ خروش در آید، و ہر موی زبان بکشاید بنام اللہ
اللہ اللہ سرّ ہُو سرّ ہُو ہُو الحق ہُو الحق و ہر کہ بر قبر ذاکر، جان حیات، نفس ممات، روح زندگی، قلب،

[1] الحدیث

یہ ذکر کے مراتب ہیں۔ ذکر اثبات سے ذکر کا وجود زندہ مُردہ ہو جاتا ہے اور مُردہ
وجود زندہ ہو جاتا ہے۔ ذاکر کا ذکر میں رہ کر مراتب حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ ذکر میں
عظیم مشاہدۂ الٰہی اور سرِّ اسرار پروردگار ہے۔

سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:-

"تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکرِ الٰہی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

(ذاکر مرشد طالب کو پہلے ہی روز تمام مراتب دکھا دیتا ہے) جو مرشد کہ پہلے ہی روز ذکر
الٰہی کے تمام مراتب طالب اللہ پر منکشف نہیں کرتا اور نہیں دکھاتا، تو اس سے تلقین ذکر
نہیں لینی چاہیے، کیونکہ ذکر کے (تمام) مراتب ناقص، خام اور ناتمام ہیں۔

اسم اللہ ذات کا ذکر الٰہی نور ہے۔ ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ حضور کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ذاکر کو چار مراتب نصیب ہوتے ہیں:-

۱۔ مرتبۂ رحمت۔

۲۔ مرتبۂ راز۔

۳۔ مرتبۂ فیض۔

۴۔ مرتبۂ فضل۔

نیز ذاکر کے یہ چار گواہ ہوتے ہیں۔ دو زندگی میں دو ممات میں۔ وہ ذاکر جس کے حیات
ممات کے یہ چار گواہ نہیں، اس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ خام ہے۔ زندگی کے (مندرجہ ذیل)
دو گواہ ہیں:-

۱۔ ذاکر وہ ہے جو خلقِ خدا کو یکبارگی اسم اللہ ذات کے تصور سے معرفتِ الٰہی اور مجلسِ
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا دے۔

۲۔ نفس کو طمع اور حرص و ہوا سے باز رکھے۔

ذاکر کے ممات کے مندرجہ ذیل دو گواہ ہیں:-

۱۔ پہلا گواہ یہ کہ مرنے کے بعد قلب ذکرِ الٰہی سے جوش و خروش میں آئے۔ اور ہر ایک
بال سے اللہ اللہ اللہ سرّ ہُو سرّ ہُو ہو الحق ہو الحق کی آواز آنے لگے اور جو کوئی ذاکر کی قبر پر
جائے، اس کی روح کو زندگی مل جاتی ہے، اس کا نفس مر جاتا ہے، اس کے قلب کو
جلد حیات مل جاتی ہے۔ اس کی قبر کی زیارت سے وہ زندگی ہی میں ذکر پا لیتا ہے، ذاکر

ازز یارت قبر درحیات ذکر یابد وہرگز اززیارت قبر ذاکر مرتبۂ دولت باعزّت باعظمت
روح پاک است باکشف بہرہ ور گردد۔ ذاکر زیارت اہل دعوت شہسوار روحانی بگفتن
قُمْ بِاِذْنِ اللهِ باجثۂ روحانیت حاضر متکلم شود۔ حقیقت ماضی کہ بر ماضی خدا راضی بر حقیقت
حال لازوال وحقیقت مستقبل جمیعت بلاخلل بگوید، باز در قبر غائب شود۔

این چنین در ذکر ذاکر و در مراتب دعوت قبور و در تصرف تصور اسم اللہ ذات غرق فی
اللہ حضور کامل قادری است، دیگر یکہ دعوی کند، دروغی لاف زن خلاف سخن کند۔ پس معلوم
شد کہ کامل را راز ریاضت برابر مستی ہشیاری برابر گویائی وخاموشی برابر قبض بسط برابر سکر
صحو برابر۔ وصال فراق برابر۔ ممات حیات برابر گرسنگی سیری، فنا ربقا برابر کہ کامل
را مراتبہ کل ہر جز از کل بکشاید، باز در کل می در آید۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ:۔

اَلنِّهَايَةُ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ ؕ[1]

ابتداء وانتہاء یکی در نظر کامل برابر خاک و زر۔ کامل راگوش آواز اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بشنود و
آواز اعمال نیک و بد کراماً کاتبین بشنود و آواز قبر بشنود، كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ؕ[2]
ازو ہیچ حال وقت نگردد فوت۔ اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ واقع است وکامل راچشم نظر بر
حسابگاہ قیامت است وکامل را صفای قلب مشرف غرق نور اللہ حضور، ربوبیت
رویت دیدار، از بدعت ونامشروع استغفار وکامل رادست کشادہ باکرم وکامل راسینہ
سدرۃ المنتہی بار از خداست وکامل را نفس مطمئنہ۔

قولہ تعالیٰ

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ؕ
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ؕ[3]

---

[1] الحدیث [2] سورہ آل عمران ۳: ۱۸۵ [3] سورہ الفجر ۸۹: ۲۷-۳۰

کی قبر کی زیارت سے عزت وعظمت اور روح کی پاکیزگی کے ساتھ کشف وکرامات سے
مطلقاً بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ دعوت پڑھنے والا شہسوار جب ذاکر، روحانی کی قبر پر قُم باذن اللہ
کہتا ہے، تو روحانی روحانی جثہ کے ساتھ حاضر ہو کر متکلم ہوتا ہے۔ اور ماضی، حال اور مستقبل
کے احوالِ لازوال اور حقیقت سے اطمینان کے ساتھ اور بغیر کسی خلل کے واقف کرا دیتا
ہے۔ اور پھر قبر میں غائب ہو جاتا ہے۔

ذکر میں اس قسم کا ذاکر اور مراتب میں دعوت قبور کا عامل اسم اللہ ذات کے تصور و
تصرف میں ماہر اور ذات الٰہی میں کامل مستغرق صاحب حضوری قادری ہی ہوتا ہے۔ قادری کے علاوہ
اگر کوئی اور اس قسم کا دعویٰ کرے، تو وہ جھوٹا، لاف زن اور خلاف (حقیقت) بات کرتا ہے
پس معلوم ہوا کہ کامل کے لیے راز و ریاضت، مستی وہوشیاری، خواب وبیداری، گویائی و
خاموشی، قبض وبسط، سکر وصحو، وصال وفراق، حیات وممات، سیری اور بھوک اور فنا
وبقا، برابر ہے۔ کیونکہ کامل ہر جزُ کل کا رتبہ کل سے منکشف کر کے پھر کل میں آجاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہاء ہے۔"

کامل شخص کی نظر میں ابتداء وانتہاء برابر ہوتے ہیں۔ اس کی نگاہ میں مٹی اور سونا
ایک جیسے ہوتے ہیں۔ کامل شخص اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) کی آواز اپنے
کانوں سے سنتا ہے، نیز کراماً کاتبین جو نیک و بد اعمال لکھتے ہیں، انکی آواز سنتا ہے۔ اور
قبر کی آواز كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر ذی نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے) سنتا
ہے۔ اور وہ کسی صورت میں وقت کو ضائع نہیں جانے دیتا (کہ) وقت کاٹنے والی تلوار ہے،
وارد ہے۔ اور کامل کی نگاہ و نظر قیامت کے حساب وکتاب پر ہوتی ہے۔ اور صفائی
قلب سے مشرف ہونے کی وجہ سے کامل شخص نور الٰہی حضور میں مستغرق رہتا ہے۔
ربوبیت رویت دیدار اسے حاصل ہوتی ہے۔ بدعت اور غیر شرعی چیزوں سے استغفار
کرتا ہے۔ وہ سخاوت اور بخشش کرتا ہے۔ کامل شخص کا سینہ سدرۃ المنتہیٰ بار از خدا ہوتا
ہے، اور اس کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے نفس مطمئنہ! تو اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ آ اور میرے بندوں
میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔"

بیت

تراگر ہوای بہشت آرزوست — سرو درپی آرزوی ہوا

قولہ تعالیٰ :-

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ؕ[1]

دانا آگاہ باش! کہ بسیار مردم از طریقۂ غلط، غلاظت، گمراہ در طریقۂ قادری خود را نام قادری میکنند پنہان، مثل تقیہ رفاض و از طریقۂ قادری میگیرند پناہ۔ مردم غیر غلط را از طریق قادری تحقیق شناختہ میشود اہل زندیق۔

ابیات

باہوؒ قادری را می شناسد بانظر — ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

قادری قادر بود بر ہر امیر — قادری عارف خدا و رو تنضیر

باہوؒ قادری را می شناسد از قدر — قادری ہرگز نباشد گاؤ خر

قادری اولیاء باشد باخدا — قائم دائم بہ صحبت مصطفیٰؐ

باہوؒ ہر کہ این راہی نداند خود نما — قادری ہرگز نباشد سر ہوا

قادری کامل اگر ظاہر در ذکر جہر در آید و پنج ضرب کلمہ بر دل زند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ، این پنج ضرب ذکر بر دل زدن از خود بیخود شود و پنج مقام رسد۔

اوّل مقام ازل۔

دوّم مقام ابد۔

[1] سورہ النّزعٰت، ۷۹: ۴۰-۴۱

بیت

اگر تجھے بہشت کی خواہش اور آرزو ہے۔ تو خواہشات کی آرزو ترک کردے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جس نے جی کو خواہش سے روکا ہو، سو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے"

اے دانا! آگاہ ہو جا کہ بہت سے لوگ (محض) غلط و غلاظت اور گمراہی کے طریقہ سے خود کو قادری کے طریق میں قادری کے نام سے پکارتے ہیں۔ مثلاً جعل ساز پرہیزگار، رافضی اس طریقہ قادری کو بطور پناہ اختیار کرتے ہیں۔ اہل زندیق جو طریقہ غلط پر ہیں اور قادری طریق پر چلنے والوں میں بآسانی تمیز ہو سکتی ہے۔

ابیات

باہوؒ قادری کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیتا ہے۔ جیسے سنار سونے چاندی کو پہلی نظر میں پہچان جاتا ہے۔

قادری ہر امیر پر قادر ہوتا ہے۔ قادری عارف خدا اور رو تنضیر ہوتا ہے۔

باہوؒ قادری کو اس کی قدر و منزلت سے پہچانتا ہے۔ قادری حیوان کی طرح ہرگز نہیں ہوتا۔

قادری اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ قادری ہمیشہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں قائم و دائم رہتا ہے۔

اے باہوؒ! جو کوئی اس راہ کو نہیں جانتا، وہ خود نما ہے۔ قادری نفسانی خواہشات ہرگز نہیں رکھتا۔

کامل قادری اگر ظاہر میں ذکر جہر کرے اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ ضربیں دل پر لگائے، تو (ایک لمحہ میں) بے خود ہو کر (حسب ذیل) پانچ مقامات پر پہنچ جائے:-

۱۔ مقام ازل۔

۲۔ مقام ابد۔

سوم مقام دنیا و آنچہ مَافِیہَا۔

چہارم مقام عقبیٰ،

پنجم مقام توحید فنا فی اللہ۔

ازین پنج ضرب تحصیل معرفت و فقر توحید تمام شد۔ آری یقین است کہ یکی بینا با چشم صاحب بصر در مجلس ہزار کورِ چشم میباشد، احوال حقیقت افعال ہمہ نابینان می بیند و اعمال بینا کورِ چشم نابینا نمی بیند، اگرچہ دوام ہمنشین اند۔ پس ہر کہ باطن معرفت اللہ ندارد، نابینا بی بصر است، اگرچہ ظاہری صدق المقال، اکل الحلال۔ محروم از باطن معرفت اللہ قرب وحدت وصال، قال را لذت بتاثیر احوال است۔

بیت

ہم قال ہم احوال ہم عارف خدا   فقر با تاثیر حاضر مصطفیٰؐ

بدانکہ ای عزیز! غریب محی الدین۔ غریب آن را گویند از غم دنیا و از غلیظ آخرت در وجود او بلا غیر ما سوی اللہ دیگری نرود۔ دست از ہر دو جہان بیفشاند و نظر بر قرب اللہ دارد و باطن صفا و زیر نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قولہٗ تعالیٰ:-

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

مسکین محی الدینؒ۔ مسکین آن را گویند وجود کسی کہ سکونت قرار جمعیت گرفتہ باشد، فنا فی اللہ ذات۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:-

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ[2]

[1] سورہ النجم ۵۳: ۱۷ [2] جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ، عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

(۳) مقام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔

(۴) مقام عقبیٰ۔

(۵) مقام توحید فنا فی اللہ۔

انہی پانچوں ضربوں سے تحصیل معرفت اور فقر توحید پوری ہو جاتی ہے۔ ہاں یہ امر یقینی ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہزار اندھے ہوں اور ان میں صرف ایک صاحب بصر اور دیکھنے والا ہو، تو وہ ایک ان تمام ہزار نابیناؤں کے احوال و افعال کی حقیقت معلوم کر لے گا۔ اور وہ ہزار کورِ چشم نابینا اشخاص اس ایک بینا کے احوال و اعمال سے بے خبر رہیں گے۔ خواہ وہ ہمیشہ باہم ہم صحبت رہیں۔ پس ہر وہ شخص جو باطن میں معرفت خداوندی نہیں رکھتا، وہ نابینا اور بے بصر ہے۔ خواہ ظاہر میں سچ بولے اور حلال کھائے۔ جو شخص باطن میں معرفت الٰہی اور وصال قرب وحدت سے محروم ہے (وہ دراصل بے بصر ہے) اور جسے معرفت خداوندی حاصل ہے، اس کے قال و احوال میں لذت تاثیر ہوتی ہے۔

بیت

عارف خدا کی گفتگو اور اس کے احوال فقر کی تاثیر سے ہوتے ہیں اور وہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

اے عزیز! غریب محی الدینؒ جو کہتے ہیں، اس کو جان لو، غریب اس کو کہتے ہیں، جس کا وجود دنیاوی اور اخروی غم و غلاظت سے آزاد ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز اس کے وجود میں نہ جائے۔ وہ دونوں جہان سے دستکش ہو جائے اور اس کی نظر قرب الٰہی پر ہو اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منظور نظر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔"

مسکین محی الدین (حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ) مسکین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے وجود کو سکون، قرار اور جمعیت حاصل ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو چکا ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"

درویش محیّ الدّین دنیا را داده سه طلاق و اتّفاق یگانگت با خدا شود. فقیر محیّ الدّین خطاب از درگاه رب الارباب یافت و فقر را دوام رفیق خود ساخت۔

فقر سه حرف است۔ فَ، قَ، رَ۔ از حرف فَ فنا۔ از حرف قَ قرب۔ از حرف رَ راستی راه۔ دوام فقر بمدّ نظر اللہ منظور۔ اِلہ فقیر بادشاه کونین، به از دنیا بادشاه۔

باید دانست که از برای مراتب معرفت و فقر هر یک اصحاب انبیاؑ و اولیاؒ راز اللہ تعالیٰ التجا آورده، بجز محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیه و آله وسلّم تمامیت فقر هیچ کس نرسیده و هیچ کس قدم با انتها سلطان الفقر نه زده، مگر بحکم خدا و اجازت حضرت محمّد نبی اللہؐ شاه محیّ الدّین ابتدا و انتها فقر و سلطان الفقر در عمل، قبض، قید، تصرّف خود آورده، و ترک، توحید، توکّل، تجرید، توجه، کامل تفکر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ در طریقۂ قادریست۔ دیگر یکه دعوی کند، لاف زند، فقیر در راز است و راز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ دوام الہام، آواز است۔

دانی که شیطان عالم و متعلّم و فاضل و از هر علم واقف احوال علم علوم و علم اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ آن را خراب کرد۔ و حضرت آدم صفی اللہ ظاهر علم نداشت و تخم محبّت الٰہی در دل کاشت۔ جاهل آخر عالم شد، اگر چه ظاهر هیچ علم نخوانده از توفیق اسم اللہ ذات از و هرگز علم ظاهری و باطنی پوشیده و مخفی، پنهان نمانده۔ از علم مقابلۂ او نیاید ابلیس علیه اللعنت رانده، اگر چه شیطان از حد زیاده محنت، رنج ریاضت کشیده و آدم صفی اللہ طرفه زد از راه معرفت بقرب اللہ رسیده که آدم صفی اللہ را علم لدنّی از حیّ قیّوم۔ فیض فضل عطا بخشش خداست و خاص الخاص فرزندان او

لہ نقل از انوار غوثیه، مرغوب القلوب تبریزیؒ

درویش محیّ الدّین (حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ) نے دنیا کو تین طلاقیں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور یگانگت پیدا کی اور فقیر محیّ الدّین کا خطاب درگاہ ربّ الارباب سے پایا۔ اور فقر کو ہمیشہ اپنا رفیق اور ساتھی بنایا۔

فقر تین حروف پر مشتمل ہے۔ فَ، قَ، رَ۔ حرف فَ سے فنا۔ حرف قَ سے قریب۔ حرف رَ سے راستی راہ۔ فقیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ اللہ کا فقیر دونوں جہان کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور دنیاوی بادشاہ سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ معرفت اور فقر کے (مختلف) مراتب کے لیے صحابہ کرامؓ، انبیاؑ، واولیائے اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی، لیکن حضرت محمد رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سوا کوئی شخص بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا۔ اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا، مگر حکم الٰہی اور بہ اجازت سیّد کونین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، شاہ محیّ الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نے فقر کے ابتدائی اور انتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو اپنے عمل، قبض، قید اور تصرف میں لائے۔

ترک، توحید، توکّل، تجرید، تفرید، توجہ اور کامل تفکر، "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو وہی اللہ ہوتا ہے۔" طریقۂ قادری میں پایا جاتا ہے۔ قادری کے علاوہ اگر کوئی اور شخص دعویٰ کرے تو وہ لاف زن ہے۔ فقیر راز میں ہوتا ہے۔ اور راز "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" دائمی طور پر الہام و آواز ہے۔

اے طالب حقیقی! تو جانتا ہے کہ شیطان، عالم، متعلّم، فاضل اور ہر علم علوم کا واقف حال تھا، لیکن اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (میں اس سے بہتر ہوں) (کے زعم) نے اسے خراب کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو گو ظاہری علم نہ تھا، لیکن باطن میں محبت الٰہی کا بیج بویا ہوا تھا۔ جاہل آخر عالم ہوگیا۔ اگرچہ وہ ظاہری طور پر کوئی علم پڑھے ہوئے نہیں تھے، اسم اللہ ذات کی توفیق کے سبب علم ظاہری و باطنی ان سے ہرگز پوشیدہ، مخفی اور پنہاں نہ رہا۔ مقابلۂ علم کے وقت ابلیس، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، راندۂ درگاہ ہوگیا۔ اگرچہ اس نے حد سے زیادہ محنت اور ریاضت کی مشقت اٹھائی تھی۔ (لیکن) آدم علیہ السلام ایک لحظہ میں راہ معرفت سے قرب الٰہی کو پہنچ گئے، کیونکہ انہیں ذات حیّ و قیّوم سے علم لدنّی عطا ہوا تھا۔ یہ سب فیض، فضل، عطا بخشش ربّی ہے۔ اور آپ کے خاص الخاص

نیز ہمچنانست بموجب این آیت کریمہ :-

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ[1]

این چنین مراتب فقر تصور، تصرف کہ فنا فی اللہ بر خود نور با خدا صاحب عطا است۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ :-

خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِيْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِيْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى[2]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى كُلَّ شَيْءٍ مِنْ طِيْنِ الْاَرْضِ وَخَلَقَ الْفُقَرَآءَ مِنْ طِيْنِ الْجَنَّةِ[3]

بنا برآن فقیر را تمام جمعیت و غنایت و ہدایت، ولا یحتاج، بی حرص، بی حسد و بی کبر، بی طمع و بی ریا۔ از آنست کہ روز اول لشروع تلقین حاضرات اسم اللہ ذات فقیر را منصب پنج حکمت کہ روز اول کہ در سکوت است و پنج حکمت کہ در علم است و پنج حکمت کہ در خُلق است تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰى[4] و پنج گنج کہ در دست بیعت، ارشاد ست بتصور، تصرف دارین و پنج معما کہ در اسم اللہ ذات است بعینہ عین کہ در مسمّیٰ است یعنی مراتب تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ[5] يُحْيِ الْقَلْبَ وَيُمِيْتُ النَّفْسَ فنا از بقا و بقا از فنا مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[6] دوام باستغراق متوجہ مشرف لور حضور تجلیات ذات رب العالمین لقا۔

---

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۰ [2] الحدیث [3] الحدیث [4] نقل از انیس العارفین

[5] سورہ آل عمران، ۳ : ۲۷ [6] عین العلم و شرح برزخ

میٹوں کی بھی یہی کیفیت ہے، جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے :-

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور ہم نے بنی آدمؑ کو بزرگی دی۔"

اس طرح کے فقیر کو تصور، تصرف، فنا فی اللہ اور مستغرق بہ نور خدا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں، وہ خود صاحب عطا ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

"اللہ تعالیٰ نے علماء میرے سینے سے اور سادات میری پشت سے پیدا فرمائے اور فقراء اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے نور سے تخلیق ہوئے ہیں۔"

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تو زمین کی مٹی سے پیدا کیا، لیکن فقراء کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا۔"

اسی بنا پر فقیر کو پوری جمعیت، غنایت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے اور وہ لاتحتاج، بے حرص، بے حسد، بے کبر، بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ تلقین کے شروع ہی میں پہلے ہی دن اسم اللہ ذات سے فقیر کو پانچ حکمتوں کے مناصب، جو سکوت سے پہلے ہی روز حاصل ہوتے ہیں اور پانچ حکمتیں جو علم میں ہیں اور پانچ حکمتیں جو خلق میں ہیں،

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اپنے اندر خصائل خداوندی پیدا کرو۔"

اور دست بیعت اور ارشاد میں جو پانچ خزانے ہیں، وہ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے دونوں جہان کا تصور حاصل ہوتا ہے اور اسم اللہ ذات کے پانچوں معمے عین بعین اسم مسمّیٰ میں معلوم ہوجاتے ہیں، یعنی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وہ زندہ کو مُردہ سے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔" قلب کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مار ڈالتا ہے، کے مراتب فنا بقا سے اور بقا فنا سے حاصل ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے : "مرنے سے پہلے مرجاؤ" اس پر صادق آتا ہے۔ وہ ہمیشہ نور حضور میں مستغرق، متوجہ اور اس سے مشرف ہوتا ہے اور اسے نور ذات الٰہی کی تجلیات ہوتی ہیں۔

قولهٔ تعالیٰ :-

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ط[1]

و پنج طلسمات و پنج کیمیا، کیمیای سعادت و کیمیای ارادت و کیمیای اجازت و کیمیای عبادت و کیمیای نظر که مس وجود را از صاحب نظر زر گردد و کیمیای دعوت قبور، کل و جز روحانیت انبیاء و اولیاء اللہ را در قید خود آوردن حضور برکت قرآن مجید و اسم اعظم حمید است. اینست مراتب مبتدی فقیر. فقیر شدن نہ آسان کار. در مراتب فقر مشاہدۂ حضور عظیم، دیدن سر اسرار پروردگار اوّل سر سیر است باید کار۔

بدانکہ خلاف نفس، بانصاف نفس باید دانست کہ نفس بسیار علم خواندن و با ریاضت، تقویٰ و با عبادت و با تلاوت قرآن، نماز، نوافل و با مسائل عظیم، علم فقہ و با طاعت و تصرف فی سبیل اللہ و با حج، غزا نگردد فنا، بلکہ ازین ہر یک ظاہر نفس فتنہ فربہ فرحت گیرد، ہرگز تابع نشود و نمیرد۔ بلذت ناموس و بالذت، غوغا، غلاظت و نجس نجاست است از غفلت دنیا منصوبہ باز صاحب فراست میشود کہ نفس حیلہ جو از بسیار طلب چلّہ از خلوت خلہ و از برای رجوعات مردم و در خلوت با خطرات مصاحب یگانہ با شیطان و بیگانہ از رحمٰن شود از غایت شہرت پذیرد و در قید نفس اسیر۔ آری یقین است کہ نفس دوزخ دنیا را و عذاب آتش دوزخ دوام بذوق ذایقہ اختیار کند برضا و رغبت و یکدم و یکساعت و یک لحظہ و طرفہ زد و یک شبانروز و یک ہفتہ بہ تصور استغراق اسم اللہ ذات کہ مطلق فی اللہ فی التوحید غرق نور از آتش دوزخ سخت۔ آتش توحید از قرب اللہ حضور بمد نظر اللہ منظور۔ نفس بیزار نمی کند اختیار دعوت روحانیت اہل قبور۔ پس معلوم شد کہ خلاف نفس فی اللہ ذات حضور است (و عامل) دعوت قبور کہ این ہر

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۲

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا"

اور پانچوں طلسمات اور پانچوں کیمیا یعنی کیمیائے سعادت، کیمیائے ارادت، کیمیائے اجازت، کیمیائے عبادت اور کیمیائے نظر جو وجود کے تانبے کو صاحب نظر کے طفیل سونا بنا دیتی ہے اور کیمیائے دعوت قبور اور انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی کُل و جُز روحانیت کو اپنے قبضے میں لانا حضور قرآن مجید اور قابل تعریف اسم اعظم کی برکت سے ہوتا ہے۔ یہ مراتب مبتدی فقیر کے ہیں۔ فقیری کوئی آسان کام نہیں۔ مراتب فقر میں عظیم مشاہدہ حضور اور سرّ اسرار پروردگار کو دیکھنے کے لیے پہلے اسرار ربانی کی سیر ضروری ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ نفس کی مخالفت کرنی چاہیے۔ اور نفس کو انصاف کے ساتھ سمجھنا چاہیے، کیونکہ نفس زیادہ علم پڑھنے، ریاضت، تقویٰ، عبادت، تلاوت قرآن، نماز، نوافل، عظیم مسائل، علم فقہ، اطاعت، تصرف فی سبیل اللہ، حج اور جہاد سے فنا نہیں ہوتا، بلکہ مذکورہ بالا افعال میں سے ہر ایک ظاہری فعل سے نفس میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے اور وہ موٹا ہو جاتا ہے اور اُسے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہرگز تابع نہیں ہوتا اور نہ مرتا ہے۔ (ظاہری) ناموس کی لذت، غوغا، غلاظت، نجس، نجاست اور دنیاوی غفلت سے یہ منصوبہ باز اور صاحب فراست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس حیلہ جو بہت زیادہ چلّوں، خلوت گزینی، رجوعات خلق، اور تنہائی میں خطرات کے پیش نظر شیطان کا مصاحب اور یگانہ بن جاتا ہے، اور رحمٰن سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ غایت شہرت کی وجہ سے انسان نفس کی قید میں پھنس جاتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ نفس دنیاوی دوزخ اور آتش دوزخ کے عذاب کو ہمیشہ شوق و رضا و رغبت سے اختیار کرتا ہے، لیکن ایک ہفتہ اور ایک رات دن، بلکہ ایک لحظہ اور ایک دم کے لیے بھی اسم اللہ ذات کے تصور کے استغراق کو پسند نہیں کرتا کیونکہ نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کے نور توحید میں استغراق دوزخ کی آگ سے زیادہ سخت ہے۔ قرب الٰہی کی وحدت کی آگ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقبول ہے۔ نفس اہل قبور کی دعوت روحانیت سے بیزاری اختیار نہیں کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ نفس کی مخالفت اس وقت کی جا سکتی ہے جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات نور میں مستغرق ہو جائے اور قبور کی دعوت کا عامل ہو، کیونکہ یہ دونوں نفس پلید کو

و نفس پلید را سوختہ پاک گرداند، چنانکہ بوتہ بہ زر در آتش۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

فِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ ھُوَ اَحَرُّ نَارُ الْجَحِیْمِ اَبْرَدُھَا ط [1]

فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۔

دلی کہ از آتش معرفت اللہ توحید نسوخت، آتش دوزخ برآن دل بیفروخت۔

بیت

چنان شد مرا آتش منزلم — کہ آتش گرفتہ است ز آتش دلم

روزیکہ قیامت قائم شد، جملہ ہژدہ ہزار عالم بحشر حسابگاہ استادہ شوند و اہل معرفت و اہل محبت و فقیر فنا فی اللہ اہل توحید کہ گرمی آتش جذب جلالیت غضب قہر بر نفس کفیٰ باللہ اللہ لیس حسبی اللہ، بگذشت از ہوس۔ بر پلصراط قدم نہند و گرد بگرد پلصراط آتش دوزخ نظر ستش افتد، از نظر ایشان آتش دوزخ سرد و خاکستر نرم لبتراز بُود نابُود۔ اہل دوزخیان در راحت آیند و قرار گیرند۔ اللہ تعالیٰ از لطف و کرم و التفات حکم کند، ای فقیران فی اہل توحید! کسان کہ در دنیا شمارا از برای خوردن وقت گرسنگی نقمہ طعام دادہ باشند و یا آنکہ وقت تشنگی آب نوشانیدہ باشند و یا وقت برہنگی پارچہ پوشانیدہ باشند، آنہارا دست گرفتہ، داخل بہشت شوید بحکم اللہ تعالیٰ فقیران ہمچنان خواہند کرد۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ ط [2]

[1] الحدیث [2] الحدیث

جلا کر پاک کر دیتے ہیں، جیسا کہ سونے کو کٹھالی میں ڈال کر آگ پر گلاتے ہیں اور صاف کرتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے، جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو دل معرفت و توحید الٰہی کی آگ سے نہ جلا، اس دل پر دوزخ کی آگ بھڑکے گی"۔

بیت

مجھے وہ (سوزِ) آتش حاصل ہے کہ آتش نے بھی میرے دل سے شعلہ حاصل کر لیا ہے۔

جس دن کہ قیامت برپا ہوگی اور اٹھارہ ہزار قسم کی تمام مخلوق میدانِ حشر میں کھڑی ہوگی، تو اس وقت اہلِ معرفت اور اہلِ محبت کا درجہ سب سے ارفع ہوگا، اور فقیر فنا فی اللہ اہلِ توحید کی یہ کیفیت ہوتی ہے، کہ جذب جلالیت کی گرمی آتش سے غضب و قہر نفس پر پڑتا ہے۔ اللہ کی ذات اس کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اسے کسی اور کی حاجت نہیں رہتی۔ وہ حرص و ہوا کو ترک کیے ہوئے ہوتا ہے۔ جب فقراء لوگ قیامت کے روز پلصراط پر قدم رکھیں گے اور ان کی نگاہ دوزخ کی آگ پر پڑے گی، تو آگ سرد ہو کر بجھ جائے گی اور خاکستر ہو کر بُود سے نابُود ہو جائے گی (اس وقت) اہلِ دوزخ کو آرام و قرار نصیب ہوگا۔ اس گھڑی اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم و التفات کے ساتھ حکم فرمائے گا: "اے فقیران فی اللہ اور اہلِ توحید! دنیا میں جن لوگوں نے تمہیں بھوک کے وقت روٹی کا لقمہ دیا تھا یا پیاس کے وقت پانی پلایا تھا یا ننگا پن میں کپڑا پہنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جاؤ"۔ تو اس وقت فقیر لوگ ایسا ہی کریں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"فقراء کی محبت جنت کی چابی ہے"۔

قولہٗ تعالیٰ :-

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۚ[1]

نفس مطمئنہ انبیاؑ است و خاص اولیاؒ۔ فقرا باطن صفا، قوت فقرا، عظمت عزت فقرا، و قرب، منصب فقرا، ولایت، ہدایت فقرا، دستگیری فقرا، جمیعت، جوہر ایمان فقرا آں روز قیامت معلوم خواہد شد۔

بیت

فقر حاصل میشود نظر از فقر ۔۔۔ نظر فقر ش بہ بُود از سیم و زر

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ ۚ[2]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ :-

مَنْ مَّاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِیْدًا ۚ[3]

شرح ذکر قلب

قلب شش قسم است :-

قلب در دو انگشت شیطان است۔

و قلب نفاق غل۔

---

[1] سورہ الفجر، ۸۹ : ۲۷-۳۰ [2] الحدیث [3] الحدیث

ارشاد خداوندی ہے :-

(جب نیک بندے کی روح پرواز کرتی ہے، تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُسے خطاب ہوتا ہے):-

"اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا کہ تُو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔ اور (خوش خوش) میری جنت میں داخل ہو جا۔"

نفس مطمئنہ انبیاؑ کا ہوتا ہے۔ اور خاص الخاص اولیاؒ اللہ کا۔ فقرا میں باطن کی صفائی اور قوت ہوتی ہے۔ ان کی عظمت و عزت، ان کا قرب و منصب، ان کی ولایت و ہدایت، ان کی دستگیری، ان کی جمیعت اور اُن کے نورِ ایمان کا جوہر یوم قیامت معلوم ہوگا۔

بیت

"فقیر کی نظر سے فقر حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کی نظر سونے چاندی سے بہتر ہوتی ہے۔"

حدیث

"فقرا کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"جو محبت الٰہی میں مرا، پس وہ شہید کی موت مرا۔"

قلب کے ذکر کی تشریح

اقسام قلب

قلب کی چھ قسمیں ہیں :-

قلب کی پہلی قسم یہ کہ جو شیطان کی دو انگلیوں میں ہے۔

اور قلب کی دوسری قسم قلب نفاق و نفرت۔

وقلب غفلت پُر خون غلاظت ۔

وقلب پُر خطرات وسوسہ واہمات کہ این چنین فی ثلث قلب ساکن خنّاس خرطوم۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ؕ[1]

وقلب در دو انگشت قبضۂ قدرت رحمٰن ،خلاص از شیطان ،چنانچہ قلب سلیم وقلب منیب وقلب شہید۔

بدین طریق ثلث باتوفیق تحقیق از تاثیر بتصور اسم اللہ ذات یافت حیات ابدی دوام وابد از ممات زندگی ، بامعرفت قرب اللہ توحید یگانگیت اتحاد فنا فی اللہ بگیرد ،مثل آفتاب روشن ضمیر۔

زندہ قلب ہیچ گناہ کبیرہ وصغیرہ نہ سلب شود و نہ میرد۔ این چنین قلب را قلزم گویند، کہ دروی ہیچ پلیدی نجس نگردد وخدا نخواستہ باشد کہ از روشن ضمیر زندہ قلب بر نفس امیر گناہ از و واقع نمی شود واگر سہو وخطا گناہ واقع میشود، ہمون دم استغفار کند وتائب شود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ؕ[2]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ تَسْبِیْحِ الْمُقَرَّبِیْنَ ؕ[3]

وذکر قلبی ہمیشہ مثل بیمار است کہ آنرا نہ حسن خوش آید و نہ سرود و نہ آواز و نہ درمطالعۂ علم و نہ خوش آید دنیا ،ملک سلیمانی ،کسی کہ باو دھد، ہرگز قبول نمیکند و نہ

[1] سورہ الناس ، ۱۱۴: ۴-۶ [2] سورہ البقرہ ۲: ۲۲۲ [3] الحدیث

اور قلب کی تیسری قسم قلب غفلت پُر خون وغلاظت ۔

اور قلب کی چوتھی قسم قلب پُر خطرات و وسوسہ وواہمات۔ ایسے قلب کے تیسرے حصے میں خنّاس وخرطوم رہتے ہیں، جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے :۔

"خنّاس وہ ہے جو انسانی سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور وہ جنّ اور انسانوں کی قسم سے ہے ۔"

اور قلب رحمٰن کے قبضۂ قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ شیطان سے خلاصی پاتا ہے ۔

قلب تین اقسام میں منقسم ہے :۔

۱۔ قلب سلیم (۲) قلب منیب (۳) قلب شہید۔

یہ تینوں اوصاف تحقیق کی توفیق کے ساتھ اسم اللہ ذات کے تصوّر اور تاثیر سے آتے ہیں۔ اس سے قلب کو دائمی اور ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ وہ موت سے زندگی پاتا ہے۔ اور معرفت ، قرب اور توحید الٰہی میں یگانگت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر آفتاب کی طرح روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔

زندہ قلب کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کے عوض نہ سلب ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ ایسے قلب کو سمندر کہتے ہیں۔ کہ جو کسی پلیدی سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر بفرض محال قصور وخطا سے گناہ واقع ہو جائے ، تو وہ اسی وقت توبہ کر کے استغفار پڑھتا ہے اور تائب ہو جاتا ہے۔
اوّل تو روشن ضمیر، زندہ قلب اور نفس پر حاکم شخص سے کوئی گناہ واقع ہی نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے ۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"میرے نزدیک مقربین کی تسبیح سے گناہگاروں کی آہ وزاری زیادہ عزیز ہے ۔"

اور قلبی ذاکر ہمیشہ بیمار کی طرح ہوتا ہے، کیونکہ نہ اُسے خوبصورتی پسند آتی ہے ، نہ راگ ، نہ آواز اور نہ مطالعۂ علم ، نہ دنیا اور نہ ملک سلیمانی۔ اگر اسے کچھ دیں تب بھی وہ

اُورا خوش آید خوردن طعام و نہ خوش آید مجامعت زن و نہ خوش آید حکم حکومت اگر کسی زندہ قلب را بادشاہی دنیا بدھد، اختیار نکند و صاحب زندہ قلب درم تصرف شبینہ لشبینہ و روزینہ بروزینہ۔ اینست اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ[1] فرمود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب مدینہ۔

عجب دارم ازان احمق قوم کہ در مراتب جیفہ طالب دنیا طلب سگ کلب۔ دعوی کند ذاکر قلبی، اہل قلب۔

ذکر قلب و زندگی قلب و جمعیت قلب و شوق شفقت قلب و پرنور اللہ قلب و توفیق قلب و تصدیق قلب و صدق قلب و تحقیق قلب و از طریقہ و طریق قلب کہ نتیجہ انبیاء و اولیاء اللہ فقر فقراء است۔ حقیقت احوال قلب چہ داند۔

بیت

برزبان اللہ و در دل گاؤ خر　　　این چنین تسبیح کی دارد اثر

از تاثیر روشن ضمیر قلب، مطلق محجوب بی خبر، قلب۔ نہ این صفت گوشت است، قلب وسیع و در قلب معرفت جمع، از روز اول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کہ در قلب رحمت اللہ می گنجد و قلب در رحمت نگنجد از عظمت و بزرگی کہ قلب نظرگاہ دوام اللہ است کہ فیض فضل راز رحمت از قلب روشن گردد و ذاکر قلب، ذکر قلب بچہار چیز متعلق است۔ ہر کہ این چہار چیز دارد، ذاکر قلب است والّا از اہل کلب است۔

ذاکر قلب را چہار راہ، چہار ہمراہ و چہار گواہ۔ ذکر قلب و ذاکر قلب را اینست یکی آنکہ بعد از مردن، قلب زبان کشاید و در خروش در آید کہ اہل جنازہ و اہل حامل جنازہ بگوش زد شود کہ قلب با آواز بلند بگوید یا اللہ یا اللہ یا اللہ و

[1] احیاء العلوم، ج ۴، ص ۱۴

ہرگز قبول نہیں کرتا۔ نہ اسے (لذیذ) کھانے ہی پسند آتے ہیں۔ اور نہ اُسے (غیر) عورتوں سے مجامعت ہی پسند آتی ہے اور نہ اُسے حکومت پسند آتی ہے۔ اگر زندہ قلب کو کوئی دنیاوی بادشاہت بھی دے دے، تو وہ اُسے بھی اختیار نہیں کرتا۔ زندہ قلب والے کے پاس دن رات کے تصرف کے لیے درہم و دینار ہوتے ہیں۔

صاحب مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:۔

" دنیا آخرت کی کھیتی ہے "

مجھے ان جاہل اور احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے، جو مردار دنیا کی طلب میں کتوں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور پھر قلبی ذاکر اور اہل قلب ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔

ذکر قلب، زندگی قلب، جمعیت قلب، شوق و شفقت قلب، پرنور اللہ قلب، توفیق قلب، تصدیق قلب، صدق قلب، تحقیق قلب اور طریقہ و طریق قلب انبیاءؑ و اولیاءؒ اللہ فقراء کے فقر کا نتیجہ ہے۔ عام آدمی کو قلب کی حقیقت احوال کی کیا خبر ہے

بیت

زبان پر تو اللہ اللہ کا ورد ہو اور دل میں دنیاوی خیالات رنگ رہے ہوں ایسی تسبیح (بھلا) کب باثر ہو سکتی ہے؟

جو قلب روشن ضمیری کی تاثیر نہیں رکھتا، وہ مطلق محجوب اور بے خبر ہے، وہ قلب نہیں اور نہ یہ صفت اس گوشت کے ٹکڑے کی ہے، بلکہ قلب ایک وسیع چیز ہے، جس میں تمام معرفت جمع ہے۔ اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے روز اوّل سے ایسا کشادہ ہے، کہ اس میں رحمت الٰہی سما سکتی ہے، لیکن وہ اپنی عظمت و بزرگی کی وجہ سے رحمت الٰہی میں نہیں سماتا، کیونکہ اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ رہتی ہے۔ اس لیے کہ فیض، فضل اور راز رحمت قلب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور قلبی ذکر، اور ذاکر چار چیزوں سے متعلق ہے، جو کوئی یہ چار چیزیں رکھتا ہو، وہ قلبی ذاکر ہے اور نہ وہ اہل سگ سے ہے۔

قلبی ذاکر کے چار راہ، چار ہمراہ، اور چار گواہ ہوتے ہیں۔

ذکر قلبی اور قلبی ذاکر کا پہلا گواہ یعنی پہلی علامت یہ ہے کہ مرنے کے بعد قلب کی زبان کھل جائے۔ اور ذکر الٰہی میں جوش و خروش دکھائے جسے اہل جنازہ اور جنازہ اٹھانے والے بھی کانوں سے سنیں یعنی قلب با آواز بلند یا اللہ یا اللہ کہے اور

نعرہ زند و فریاد کند و در مقام در آید۔

دوم آنکہ صاحب زندہ قلب را ممات وحیات و خوردن، مجاہدہ و خواب بقرب
اللہ مشاہدہ و زبان صاحب ذاکر قلب سیف اللہ۔

سوم صاحب قلب را ہمیشہ مجلس با انبیاؑ و اولیأ اللہ ملاقات، چنانچہ ملاقات،
دست مصافحہ، ہمسخن جواب صواب حیات۔

چہارم صاحب ذاکر قلبی در دنیا و آخرت لایحتاج بی نیاز باستغراق در معرفت
اللہ، از بی غم در جہان۔ اہل قلب بسیار و ذاکر بدین صفت کم قادر نیست۔ دیگر کہ
دعوی کند دروغی است و ذاکر قلب دوام در تجلیات ذات معرفت اللہ و بحضور
مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذاکر قلب را چنین بحضور برد و ذاکر اہل
قلب را از دلیل رب جلیل است و ذاکر قلب را وہم از وحدانیت است و ذاکر
قلب را خیال از معرفت اللہ وصال است۔ دانا و آگاہ در ذکر ذاکر قلب بالیقین
گواہ باش و غیر ما سوی اللہ از قلب بتراش۔

بشنو! روزی حضرت سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم در قبور گذشت و جمیع اہل ارواح التجا آوردہ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم! سالہا شد کہ در عذاب معذبیم۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حیرت و
عبرت آمد، بلکہ از چشم مبارک آب روان شد۔ بعد از طرفۃ زدنی اللہ دوست خدا
در تبسم و خندہ و فرحت و خوشوقتی بروی مبارک سرور گشت۔ اصحابانؓ پرسیدند کہ
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! در خندان و گریان چہ حکمت بود۔

فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:-

اول در گورستان کہ داخل شدم، جملہ ارواح اہل قبور التجا آوردہ کہ

نعرہ مارے اور فریاد کرے اور اپنے مقام میں آئے۔

ذکر قلبی اور قلبی ذاکر کا دوسرا گواہ یعنی علامت یہ ہے کہ صاحب زندہ قلب کی موت،
زندگی، کھانا پینا، مجاہدہ اور سونا قرب و مشاہدۂ الٰہی ہو، اور اس کی زبان سیف الٰہی ہو۔

صاحب قلب کا تیسرا گواہ یعنی علامت یہ ہے کہ اُسے ہمیشہ انبیاؑ اور اولیا اللہ
کی ارواح سے ملاقات اور مجلس نصیب ہو، چنانچہ ان سے ملاقات کرکے مصافحہ کرے۔
ان سے ہمکلام ہو اور اپنی زندگی میں ہی اپنے سوالوں کا جواب با صواب حاصل کر سکے۔

صاحب ذاکر قلبی کا چوتھا گواہ یعنی نشانی یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں لایحتاج
اور بے نیاز ہو، معرفت الٰہی میں مستغرق اور دونوں جہان میں بے غم ہو۔ اہل قلب
بہت ہیں، لیکن ان صفات سے متصف قادری ذاکر بہت کم ہیں (قادری کے بغیر) اگر
کوئی اور شخص (ان صفات سے متصف ہونے کا) دعویٰ کرے، تو وہ (سراسر) جھوٹا ہے۔
اور قلبی ذاکر ہمیشہ معرفت الٰہی کی تجلیات ذات میں محو رہتا ہے۔ اور وہ دائمی طور پر مجلس نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں رہتا ہے۔ اور ذاکر قلب کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔
اہل قرب ذاکر کو قرب رب جلیل حاصل ہوتا ہے۔ اسے وہم وحدانیت اور خیال معرفت
اور وصال الٰہی کا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اے ذاکر قلبی! تو آگاہ اور دانا
ہو جا .... اور ذکر میں یقین کے ساتھ گواہ ہو جا یعنی ذکر میں لگ جا اور دل سے ماسوائے
اللہ کو نکال باہر کر۔

اے طالب صادق! (غور سے) سن! ایک روز حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک قبرستان میں سے گزرے۔ اور تمام ارواح نے آپ سے التجا کی کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! بہت سالوں سے ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ سن کر بہت حیران و متعجب ہوئے۔ بلکہ چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ آنکھ جھپکنے
کی دیر میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور روئے مبارک پر خوشی و فرحت کے
آثار نمودار ہوئے۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس
گریہ و زاری اور تبسم میں کیا حکمت تھی؟

آپ حضور صلی اللہ عل[illegible]سلم نے فرمایا:-

"اول جب میں قبرستان میں داخل ہوا، تو اہل قبور کی تمام ارواح نے التجا کی

معذبیم در عذاب شدید واز عذاب ایشان درحیرت درآمدم کہ ناگاہ زاغ استخوان
ذاکر قلبی آوردہ در گورستان انداختہ، از برکت استخوان ذاکر قلبی ارواحہا گورستان از
عذاب خلاص شدند وآن گورستان بہار گلشن گلزار گشت بہ از بہشت ۔

ابیات

قلب بالا عرش قالب زیر خاک — احتیاج نیست قبرش جان پاک
گم قبر گمنام بی نام ونشان — جثہ را باخود برند در لا مکان
باہوؒ ! بہر خدا این رہنماہ — این مراتب یافتند از مصطفیؐ

اگر در سلک سلوک راہ باطنی این چنین نعمت عظمیٰ وسعادت کبریٰ ومعرفت
توحید، قرب خدا ومجلس حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وملاقات، دست
مصافحہ بہر یک ارواح انبیاء، (ولی) اللہ ومقام ترک وتوکل وذکر حضور باطن
معمور، تجرید، تفرید، تصور، فنا، بقا، توفیق از طریق تحقیق نبودی، روندگان
راہ ہمہ گمراہ شدندی ۔

آری یقین است کہ نفس پرست ہمہ کس وخدا پرست کم کس ۔

وقلب کرا گویند ؟ قلب نہ این لقمہ مضغہ گوشت است۔ این مضغہ ولقمہ گوشت
لباس ہفت اندام قلب است ۔ قلب کہ خاص مع اللہ اتحاد اخلاص خاص الخاص آن
قلب سلیم است کہ بحق تسلیم است ۔ فارغ از شیطان رجیم است ۔

وقلب بر پنج مقام تعلق دارد ۔

۱۔ مشاہدہ بی مجاہدہ ۔
۲۔ وراز بی ریاضت ۔
۳۔ ومحبت بی محنت ۔

کہ ہم عذاب شدید میں مبتلا ہیں ۔ میں اُن کے عذاب کی وجہ سے حیران تھا، کہ
اچانک کوّے نے کسی ذاکر قلبی کی ہڈی لاکر قبرستان میں پھینک دی، جس کی
برکت سے تمام اہل قبور کی ارواح عذاب سے نجات پاگئیں، اور وہ قبرستان
بہشت سے بھی زیادہ گلشن وگلزار کی صورت اختیار کر گیا ۔"

ابیات

دل عرش اعظم کے اوپر اور جسم مٹی کے نیچے ہے۔ اس کی پاک جان کو قبر کی ضرورت نہیں ہے ۔

اس کی قبر لاپتہ، گمنام اور بے نام ونشان ہے ۔ (ایسے فقیر) اپنے جسم کو اپنے ساتھ لامکان میں لے جاتے ہیں ۔

اے باہوؒ ! ان راہنمائے حق نے یہ حصہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ اور یہ مراتب ودرجات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائے ہیں ۔

اگر راہ باطنی کے سلک سلوک میں اس قسم کی نعمت عظمیٰ، سعادت کبریٰ، معرفت توحید، قرب خدا، مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہر ایک نبی اللہ اور ولی اللہ کی رُوح سے ملاقات اور مصافحہ کرنا، مقام ترک، توکل، ذکر، حضور باطن معمور، تجرید، تفرید، تصور، فنا، بقا اور توفیق با تحقیق نہ ہوتی، تو سب سالک راہ گمراہ ہو جاتے ۔

ہاں یہ امر یقینی ہے کہ نفس پرست بکثرت ہیں اور خدا پرست کم ہیں ۔

اور قلب کس کو کہتے ہیں ؟ قلب گوشت کے اس لقمہ اور لوتھڑے کا نام نہیں ہے یہ لوتھڑا اور لقمۂ گوشت تو قلب کے ہفت اندام کا لباس ہے۔ جو قلب خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس میں اخلاص پایا جاتا ہے، وہی خاص الخاص قلب سلیم ہے ۔ ایسا دل بحق تسلیم ہے اور شیطان لعین سے فارغ ہے ۔

اور قلب (مندرجہ ذیل) پانچ مقامات سے تعلق رکھتا ہے ۔

۱۔ مشاہدہ بے مجاہدہ ۔
۲۔ راز بے ریاضت ۔
۳۔ بہشت بے محنت ۔

۴۔ واستغراق فی التوحید۔

۵۔ بی تکلف و بی تقلید۔

این فیض فضل از عطار فضل اللہ و بخشش مرشد عارف باللہ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:۔

اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَاعَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1]

چون قلب بنام اللہ در ذکر جنبش در آید و کلمۂ طیب بخواند، از صاحب قلب آنچہ فی الدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃِ است، از صاحب قلب مخفی و پوشیدہ نماند۔

عجب عبرت برم از ان احمق قوم کہ لقمۂ گوشت قلب دل را بدم بستہ بگرداند و می جنباند و با تفکر خام خیال بی خبر از معرفت اللہ وصال و میگویند کہ در سینہ و یا در شکم و یا در دماغ سر این مقام سر است و این مقام خفی است و این مقام یخفی است۔ و این مقام قلب است و این مقام روح است و این مقام نفس است و این مقام قربانی است و این مقام سلطانی است۔ ایشان خام خیال، بی تفکر و بی احوال، ہیچ احوال ندارند از مقامات باطن رحمانی حب دنیا بخطرات شیطانی، از اہل قلب نیست، توحید اہل کلب اند، طالب دُنیا از تقلید مراتب حق قلب و قرب ربانی۔ طالبان مریدان قادری شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ، و طالب مرید قادری پنج طریق توفیق۔ صدیق، صاحب قلب مطلق صحیح اقرار و از تصدیق تحقیق است۔

اوّل کسی کہ عطاء ظاہر مرشد ندارد کہ آن را تلمیذ الرحمٰن گویند کہ بر نفس امیر، فنا فی اللہ فقیر غالب الاولیاء، دوام باستغراق توحید با خدا فقیر قادری است۔

دوّم: تلمیذ النبی عارف باللہ قادری است۔ سوم: سروری قادری اولیاء اللہ۔

چہارم: قادری سروری، قطب الاقطاب، غوث بی حجاب اللہ، خلق اللہ را رہنما صاحب

[1] حدیث

۴۔ استغراق فی التوحید۔

۵۔ بے تکلف و بے تقلید۔

یہ باتیں فیض فضل الٰہی اور عارف باللہ مرشد کی عنایت و عطا سے حاصل ہوتی ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"اے علیؓ! آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سُن!"

جب قلب اللہ تعالیٰ کے نام سے ذکر میں جنبش کرے اور کلمہ طیبہ پڑھے، تو پھر صاحب قلب سے دُنیا اور آخرت کی کوئی چیز مخفی اور پوشید نہیں رہتی۔

مجھے ان احمق لوگوں پر بڑی حیرانی ہے، جو دم بند کر کے اس گوشت کے ٹکڑے کو پھراتے اور حرکت دیتے ہیں۔ اور خام خیالی تفکر کے ساتھ معرفت وصال الٰہی سے بیخبر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سینے، شکم اور یا دماغ سر میں فلاں مقام سر ہے۔ فلاں مقام خفی اور فلاں مقام یخفی اور یہ مقام قلب، یہ مقام روح، یہ مقام نفس، یہ مقام قربانی، اور یہ مقام سلطانی ہے۔ ایسے لوگ خام خیال، بے تفکر اور بے احوال ہیں۔ وہ رحمانی باطنی مقامات اور دنیاوی محبت اور شیطانی خطرات میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ ہرگز اہل قلب کہلانے کے مستحق نہیں، بلکہ وہ توحید کے معاملہ میں اہل کلب ہیں۔ اور بسبب تقلید مراتب حق قلب اور قرب ربانی وہ طالب دنیا ہیں۔ شیخ شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ، کے طالب مریدان کو پانچ باترتیب طریقے نصیب ہوتے ہیں۔ مرید قادری سچا، مطلق صاحب قلب اور اقرار کا پکا ہوتا ہے۔ اور یہ بات تصدیق کے ذریعے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ (وہ پانچ باترتیب طریقے یہ ہیں):

پہلا طریقہ یہ کہ ایسے شخص کو ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی کو تلمیذ الرحمٰن یعنی شاگرد الٰہی کہتے ہیں۔ ایسا شخص نفس پر حاکم، فنا فی اللہ، فقیر غالب الاولیاء اور ہمیشہ توحید الٰہی میں مستغرق، فقیر قادری ہے۔

دوسرا طریقہ یہ کہ وہ تلمیذ النبی عارف باللہ قادری ہوتا ہے۔

تیسرا طریقہ یہ کہ سروری قادری ولی اللہ ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ یہ کہ قادری سروری۔ قطب الاقطاب۔ غوث بے حجاب اللہ، خلق خدا

ارشاد جاودانی، کامل، مکمل اکمل، جامع نور الہدیٰ، فی اللہ فنا مرشد قادری است۔

پنجم: صاحب ورد، صاحب تلاوت، قائم اللیل، صائم الدہر، صاحب ذکر جہر، دوام بر نفس قہر زاہد قادریست۔

شرح کلّ و جــزء طریقہ ظاہر و باطن

بدانکہ جمیع صاحب کشف کرامات جمیع علماء عامل و جمیع مرشد کامل و جمیع پیر مکمّل و جمیع عارف اکمل و جمیع اولیاء جامع و جمیع ولی ہدایت نور الہدیٰ و جمیع واصل مقرب الحق باطن صفا و جمیع قطب الاقطاب و جمیع غوث الارباب و جمیع ذاکر باذکر، فکر صاحب مذکور و جمیع اہل مشاہدہ غرق نور ذات حضور و جمیع ابدال و جمیع اوتاد و جمیع اخیار و جمیع صدق المقال واکل الحلال و جمیع صاحب ذوق تعطش مبتلا متوجہ دیدار و جمیع اہل الہام و جمیع اہل مجلس ملاقات انبیاء و اولیاء و جمیع طالب در طلب حقیقی حق و جمیع اہل محبت جان فدا لحق فی سبیل اللہ و جمیع اہل تقویٰ و جمیع اہل فتویٰ ارواح و جمیع شب خیزان تا قائم اللیل و صائم الدہر و جمیع غزا کنندہ باارباب حرب جہاد و جمیع اہل کرم و جود کہ دوام ازمال تصرف کند از برای عند اللہ و جمیع عاشقان و جمیع سوختگان بدرد حق دوام و جمیع اہل خوف کہ چشم در گریہ و جان کباب بریان و جمیع درویش و این مجملہ سی مراتب عظمیٰ اہل قرب وصال با ابتداء مرتبہ فقر لازوال ہرگز نمی رسند۔ از انکہ ابتداء مرتبۂ فقر روز اول از حاضرات اسم اللہ ذات مدخل شدن بولایت قلب است۔ طالب اللہ کہ در ولایت قلب در آید تماشای کونین بمثل پر پشتہ نماید۔ ہر جا کہ طالب اللہ بر مقام می نشیند، تماشای ہر دو جہان بر کف دست و یا بر پشت ناخن می بیند۔

روز دوام مراتب متوجہ فقر دوام ملک عظیم مقام لاہُوت است۔ طالب اللہ ولایت قلب، تماشای کونین در قید، تصرف، قبض عمل آوردہ طی کند، وجود بجستہ، حی

کا راہنما، صاحب ارشاد جاودانی، مکمل اکمل، جامع نور الہدیٰ اور فنا فی اللہ مرشد قادری ہے۔

پانچواں طریقہ یہ کہ صاحب ورد، صاحب تلاوت، قائم اللیل، صائم الدہر، صاحب ذکر جہر اور ہمیشہ نفس پر غالب و قاہر زاہد قادری ہے۔

ظاہری و باطنی طریقہ کے کُل و جُز کی تشریح

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تمام کشف و کرامات، تمام علمائے عامل، تمام مرشد کامل، تمام پیر مکمّل، تمام عارف اکمل، تمام اولیائے جامع، تمام ولی ہدایت نور الہدیٰ، تمام واصل مقرب الحق باطن صفا، تمام قطب الاقطاب، تمام غوث الارباب، تمام ذاکر باذکر، فکر صاحب مذکور، تمام اہل مشاہدہ غرق نور ذات حضور، تمام ابدال، تمام اوتاد، تمام اخیار، تمام صدق المقال، حلال کھانے والے، تمام صاحب ذوق، دیدار الٰہی کے متلاشی و متوجہ، تمام اہل الہام، تمام اہل مجلس ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ، تمام حقیقی طالب، تمام اہل محبت جو اللہ کی راہ میں جان تک قربان کرتے ہیں، تمام اہل تقویٰ، تمام اہل فتویٰ و ارواح، تمام شب زندہ داران، رات کو قیام کرنے والے، تمام دائمی روزہ رکھنے والے، تمام لڑائی و جہاد کرنے والے، تمام اہل سخاوت و کرم جو ہمیشہ انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں اور تمام عاشق، تمام اللہ تعالیٰ کے درد کی خاطر ہمیشہ جلنے والے، تمام اہل خوف، جو ہمیشہ گریہ و زاری کرتے رہتے ہیں اور ان کی جان کباب رہتی ہے اور تمام درویش اور یہ تمام تیس مراتب عظمیٰ کے حامل اہل قرب و وصال سب کے سب فقر لازوال کے ابتدائی مراتب کو بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ فقیر ابتدائی مرتبہ کے طور پر پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصرف سے ولایت قلب میں داخل ہو جاتا ہے جب طالب اللہ ولایت قلب میں داخل ہو جاتا ہے، تو اسے دونوں جہان کا تماشا مچھر کے پر کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ طالب اللہ جہاں پر بیٹھتا ہے، دونوں جہان کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی پر یا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔

فقیر ہمیشہ ملک عظیم یعنی مقام لاہوت کے مراتب کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جب طالب اللہ ولایت قلب اور تماشائے کونین کو اپنے تصرف، قید اور قبضے میں لا کر طے کرتا

میشود ۔بعدازان حاضرات اسم اللہ ذات در مُلک عظیم بہ عطای اللہ ربّ کریم در ملک لاہُوت طالب مدخل شود ومیدر آید تماشای ولایت قلب وتماشای کونین بمقدار پرِ پشّہ بنماید ۔چون طالب اللہ فقیر بر ولایت قلب مُلک عظیم لاہُوت در ملکین غالب گردد، طالب اللہ بعدازان مقام فقر سوّم لامکان فنا غرق فی التّوحید، طالب اللہ در مُلک لایزالی ، بی مثل وبی مثالی فنا فی اللہ بقا باللہ مدخل شود می در آید کہ مراتب مکان فقر لا مکان در وہم وفہم وعقل ونقل در تحریر و تقریر نگنجد ۔

طالب اللہ غرق توحید نور شد، جان دوام ساکن لامکان جمعیت کُل کشائندہ با توجّہ ہر مشکل معلوم میشود کہ جان در لامکان است ویا آنکہ لامکان در نور جانست، اگرچہ طالب اللہ این مراتبین را میداند وغرق در توحید، علم توحید وحدت میخواند، از ظاہر باطن تشبیہ دادن ومثل بستہ نمی تواند بموجب آیۃ کریمہ ۔

قولہٗ تعالیٰ: لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ [1]

ونُور جان، توحید لامکان یکی گردد بموجب این آیۃ کریمہ :۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ [2]

واین مراتب فقیر لامکان است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [3]

این مراتب فقیر لامکان است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [4]

وکلید سلک سلوک، ابتدا وانتہا، فقر ومکان ولامکان فقر مشق وجودیہ مرقوم

[1] سورہ الشوریٰ، ۴۲ : ۱۱ [2] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴
[3] سورہ ق، ۵۰ : ۱۶ [4] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۱۵

ہے ،تو اس کا وجود پختہ اور زندہ ہو جاتا ہے ۔بعدازاں طالب اسم اللہ ذات کے حاضرات سے عطائے الٰہی ربّ کریم کے سبب ملک عظیم یعنی مُلک لاہُوت میں داخل ہو جاتا ہے اور ولایت قلب اور دونوں جہان کا تماشا مچھر کے پر کی طرح دیکھتا ہے ۔جب طالب اللہ فقیر ولایت قلب یعنی مُلک عظیم لاہُوت پر غالب آجاتا ہے ،تو اس کے بعد طالب اللہ تیسرے مقام فقر یعنی لامکان فنا غرق فی التّوحید میں داخل ہو جاتا ہے ۔اس کے بعد طالب اللہ لایزال اور بے مثال اور بے مثل مُلک یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ میں آتا ہے ،کیونکہ فقر کے مراتب میں داخل ہے کہ وہ لامکان میں آئے ،جو وہم ،فہم ،عقل ،نقل اور تحریر و تقریر میں نہیں سماسکتا ۔

طالب اللہ نور توحید میں غرق اور اس کی روح ہمیشہ لامکان میں رہنے والی ہوتی ہے ، وہ جمعیت کُل اور توجّہ سے ہر مشکل کو حل کرنے والا ہوتا ہے ۔کیونکہ یا تو اس کی جان لامکان میں ہوتی ہے ، یا یہ کہ لامکان جان کے نور میں ہوتا ہے ۔اگرچہ طالب اللہ ان دونوں مراتب کا جاننے والا ہوتا ہے ،اور غرق فی التّوحید رہتا ہے ۔وہ علم توحید وحدت کا مطالعہ کرتا ہے ،لیکن اس آیت کریمہ کے مطابق ظاہر و باطن کی مثال نہیں دے سکتے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اس کی طرح کا سا کوئی نہیں ہے ،اور وہی ہے سُننے والا ، دیکھنے والا ۔"

اور اس آیت کریمہ کے بموجب جان کا نور اور توحید لامکان ایک ہو جاتے ہیں ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے ،تم جہاں کہیں بھی ہو ۔"

اور یہ مراتب لامکانی فقیر کے ہیں ۔

ارشاد ربّانی ہے :۔

"اور ہم اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ۔"

یہ مراتب (بھی) لامکانی فقیر کے ہیں ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"پس جس طرف تم رُخ کرو ،اس طرف ہی اللہ تعالیٰ متوجہ ہے ۔"

اور سلک سلوک کی چابی ،فقر کی ابتدا و انتہا ،اور مکان ولامکان فقر حسب ذیل

است اینست ۔

اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس

مرشد دو قسم اند :۔
یکی مردک ۔
دوم مرد ۔
مردک کیست ؟ و مرد کرا گویند ؟
مردک آنست کہ شب و روز محاربہ کنندہ با عداء اللّٰہ تعالیٰ کہ نفس و شیطان است
و مرد مرشد غازی آنست کہ بہ تیغ تصور اسم اللّٰہ ذات ازین دائرۂ وجودیہ سر اغیار
نفس و شیطان را یکبارگی بردارد و قتل کند کہ از محاربۂ اعدای اللّٰہ تعالیٰ ایمن شود یعنی
فنا فی اللّٰہ ۔

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ ط

ہشتاد کروڑ سی لکہ و ہفتاد مقامات از ذات و صفات، درجات طبقات در یکدم
و بر یک قدم ازین دائرۂ وجودیہ طی کند، وجود حق شود، مرشد کہ اینجا رساند بانتہا، کامل، تمام
مرشد کہ مشق وجودیہ مرقوم ظاہر و باطن نداند، خام خیال است، بی خبر از معرفت
اللّٰہ وصال ۔ مراتب ذکر، فکر، مشاہدۂ حضوری خام خیال است و مراتب ورد و وظائف
رجعت خوردن در زوال است ۔ ہر کہ در این ہر یک دائرۂ وجودیہ درآید و در
غرق وحدانیت از خود فنا و با خدا بقا، دوام مشرف دیدار لقا عینہ عین در کار ۔
مرد آنست ازین عین غلط غیر نیست ۔ ہر کرا وجود نیست بقا ہست، فہمت
یافت از معرفت بقا ۔

مشق وجودیہ مرقوم ہے ۔

اللّٰہ بس ماسوائے اللّٰہ ہوس

مرشد دو قسم کے ہیں :۔
پہلی قسم : مردک
دوسری قسم : مرد
مردک کون ہے ؟ اور مرد کسے کہتے ہیں ؟
مردک (مرشد) وہ ہے، جو شب و روز مجاہدہ کرائے اور دشمن خدا یعنی نفس
اور شیطان سے جنگ کرائے ۔
مرد مُرشد غازی وہ ہے ، جو تصور اسم اللّٰہ ذات کی تلوار سے اس دائرۂ وجودیہ
سے دشمنوں یعنی نفس و شیطان کے سر فوراً جدا کر دے اور (اس طرح) اللّٰہ تعالیٰ کے
دشمنوں سے بے کھٹکے ہو جائے یعنی فنا فی اللّٰہ ہو جائے ۔

" استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے "

(یعنی) ذات و صفات اور درجات و طبقات کے اسی کروڑ تیس لاکھ اور ستر
مقامات ایک دم اور ایک قدم پر اس دائرۂ وجودیہ سے طے کرے ۔ اور زندہ وجود
ہو جائے ، جو مرشد اس مقام انتہا پر پہنچا دے ، وہ کامل اور تمام ہے ۔ اور جو مرشد کہ
ظاہری اور باطنی مشق وجودیہ مرقوم نہیں جانتا ۔ وہ خام خیال اور معرفت وصالِ
خداوندی سے بے خبر ہے ۔ مشاہدۂ حضوری کے ساتھ ذکر و فکر کے مراتب (سب)
خام خیال ہیں ۔ اور ورد و وظائف کے مراتب رجعت و معرض زوال میں ہیں ، جو کوئی
اس کسی ایک دائرۂ وجودیہ میں آتا ہے ، وہ وحدانیت میں مستغرق ہو جاتا ہے ۔
وہ اپنے آپ سے فنا ہو کر خدا کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے ۔ اور ہمیشہ کے لیے
عین بعین مشرف بہ لقائے دیدار الٰہی ہو جاتا ہے ۔ مردانگی اسی کا نام ہے ۔ اس
عین سے بیجا طور پر غیر مُراد نہیں ہے ۔ جس کسی کے وجود کو بقا نہیں ، وہ لقائے
معرفت الٰہی سے ہستی اور فہم و ادراک پاتا ہے ۔

نقش صورت وجودیہ

اللہ اللہ
لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

ھو
مشاہدہ نور بخشد حضور
از خود فنا باخدا بقا
ھو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ فی اذن
صاحب بے نیاز آواز
باواز استماع

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ لسان
بیان سیف اللہ

مقام ناظر مقام نگاہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
فی اذن باستماع صوت
الست بربکم قالوا بلیٰ
واز مخلوق خوشش نیاید

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصرف اللہ تصرف العین
نظر بر اسم اللہ ذات
لازوال

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور محمد تصرف صدر
صفِ سینہ علم از تعلیم محمد رسول بر سینہ بگردد

لا الہ الا
تصور فی
اللہ
قلب اللہ
اسم ذات
محمد رسول اللہ
تصرف فی قلب

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
عین نظر بر اسم
اللہ ذات
دوام

وحدانیت اللہ وصال وجوہر

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ بر کف دست
خذ بیدی یا رسول اللہ
دست معانقہ
با پیغمبر
فی اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دفع حرص حسد کبر طمع اللہ بس ماسوی اللہ ہوس
کفی باللہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
خذ بیدی یا رسول اللہ
بر کف دست دست
مصافحہ دفع
ہوا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ بس ماسوی اللہ ہوی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
ناف بنفس خلاف

نقش صورت وجودیہ

اللہ اللہ
لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

ھو
مشاہدہ نور بخشد حضور
از خود فنا باخدا بقا
ھو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ فی اذن
صاحب بے نیاز آواز
باواز استماع

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ لسان
بیان سیف اللہ

مقام ناظر مقام نگاہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
فی اذن باستماع صوت
الست بربکم قالوا بلیٰ
واز مخلوق خوشش نیاید

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصرف اللہ تصرف العین
نظر بر اسم اللہ ذات
لازوال

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور محمد تصرف صدر
صفِ سینہ علم از تعلیم محمد رسول بر سینہ بگردد

لا الہ الا
تصور فی
اللہ
قلب اللہ
اسم ذات
محمد رسول اللہ
تصرف فی قلب

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
عین نظر بر اسم
اللہ ذات
دوام

وحدانیت اللہ وصال وجوہر

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور تصرف اللہ بر کف دست
خذ بیدی یا رسول اللہ
دست معانقہ
با پیغمبر
فی اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دفع حرص حسد کبر طمع اللہ بس ماسوی اللہ ہوس
کفی باللہ

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
خذ بیدی یا رسول اللہ
بر کف دست دست
مصافحہ دفع
ہوا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ بس ماسوی اللہ ہوی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تصور اللہ تصرف
ناف بنفس خلاف

بشنو! ای احمق سرِ ہوا! حجت من قرآنست۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ :۔

اِنَّ الْقُرْاٰنَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى الْخَلَائِقِ [1]

ہر کہ اینجای نہ بیند، کوردل۔ عاقبت ہرگز نہ بیند، روی خجل۔ ہر مقامات مجمل در جمعیت و مقام جمعیت در ہر یک دائرۂ وجودیہ است۔

بیت

گر نبودی وجود اصل خدا | کی رسیدی بنام وصل خدا

چون اصل و وصل وحدانیت، فنا فی اللہ شود، آنچہ در آن وقت باشعور داند۔ چون از غوطہ دریای محیط بیرون برآید، مثل بستہ نتواند، لذت حضور چنان لذت کشاید کہ لذت ہر دو جہان تلخ نماید۔

فقیر اہل دکان ظاہر آراستہ و باطن پریشان، محروم از معرفت قرب اللہ مثل حیوان۔ چون این چنین فقیر گمراہ کہ شب و روز در طلب مسخرات امراء بادشاہ و بعضی فقیر ظاہر آراستہ و باطن نزدیک خود را نزدیک فرعون ساختہ یعنی در بسیاری دنیا ہیچ مفلس اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى [2] نہ گفت۔ از غایت حُبّ دنیا در طلب گناہ و قلب سیاہ از سیاہی قلب رُسیا؟ بہتر۔ این چنین فقیران از اہل تقلید محروم از معرفت توحید۔

فقیران کہ مردانند بآب طعام بیگانہ ہر وقت کہ بحضور بخدمت ہمراہ۔ اینست مراتب مردان خدا، ای احمق قوم گمراہ!

---

[1] الحدیث [2] سورہ النّزعٰت ۷۹ : ۲۴

اے احمق نفسانی خواہشات کے بندے (غور سے) سُن! قرآن مجید میری حجت ہے، جیساکہ حدیث پاک سے ظاہر ہے:

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے :۔

" بیشک قرآن مجید مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔"

جو کوئی یہاں پر آثارِ قدرت نہیں دیکھتا، وہ دل کا اندھا ہے۔ وہ قیامت کے دن بھی اندھا ہی رہے گا۔ اور شرمندہ رہے گا۔ تمام مقامات مجمل طور پر جمعیت میں ہیں اور مقام جمعیت اسی دائرۂ وجودیہ میں ہے۔

بیت

اگر اللہ تعالیٰ کا اصل وجود نہ ہوتا، تو اس کے نام سے واصل باللہ کے مرتبہ کو کون پہنچتا؟

جب اصل اور وصل وحدانیت کو پالیتا ہے اور غرق فی اللہ ہوجاتا ہے، تو اس وقت شعوری طور پر وہ ہر چیز کو جاننے لگتا ہے۔ جب وہ دریائے محیط میں غوطہ لگاتا ہے، تو پھر باہر آنے پر اس کی مثال قائم نہیں ہوسکتی۔ حضوری کی لذت کے آگے دونوں جہان کی لذات تلخ معلوم ہوتی ہیں۔

اہل دکان فقیر کا ظاہر آراستہ اور باطن پریشان اور قرب معرفت الٰہی سے محروم مثل حیوان ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر گمراہ ہوتے ہیں۔ جو شب و روز بادشاہوں اور امراء کو تسخیر کرنے میں لگے رہتے ہیں، اور بعض فقراء کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے۔ اور باطن میں انہوں نے اپنے آپ کو فرعون کے نزدیک بنایا ہوتا ہے۔ (یعنی باطن میں وہ مغرور ہوتے ہیں) یعنی اکثر دنیا میں کسی مفلس نے " تمہارا بڑا خدا میں ہوں" نہیں کہا۔ دنیاوی محبت کی کثرت گناہ کو دعوت دیتی ہے اور قلب کی سیاہی کو بڑھاتی ہے۔ اس قسم کے فقیر اہل تقلید ہوتے ہیں اور معرفت توحید سے محروم ہوتے ہیں۔

فقیر مرد وہ ہوتے ہیں، جو روٹی پانی سے پیٹ کو پُر کر لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچ جاتے ہیں۔

اے نادان گمراہ قوم! یہ مراتب مردان خدا کے ہیں۔

باعظمت عظیم مردم از دیدن عبرت وحیرت برند. سلطان بایزیدؒ میفرماید کہ سی سال با خدای تعالیٰ ہمسخن بودم وخلق میدانست کہ با ہم سخن است. مصنفؒ میگوید این چنین قوت قادری را ابتدا مرتبہ است از کُنہ کُن اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ. چون صاحب قلب قادری ہر دو لب بجنباند ظاہر ہمسخن با خلق با مردم عوام وباطن ہمسخن با رب العزت تمام ہمچنان ہمسخن با ہر یک ارواح اولیاؒ اللہ، انبیاؑ اللہ، مؤمن مسلمان وہمچنان التماس بملازمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جمیع اصحاب وخصوص با اصحاب کبارؓ وہمچون ہمسخن بہ جمیع فرشتگان۔

این است مراتب قال واز قال بگذرد با ذکر فکر مقام حال واز ذکر فکر بگذرد بمقام مذکور حضور از مذکور بگذرد بمقام فنا فی اللہ فی التوحید وتجرید وتفرید وفنا فی النور وشرف رویت دیدار باستغراق مثل خواب مراقبہ بردہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا جثۂ نفسانیت در دنیا (مردہ) افتادہ وجثۂ روح نور پاک بحضور ذات نور حاضر لقا بردہ۔

مرشد کامل قادری طالب اللہ را دریک ہفتہ ویا روز پنجاہ بلا ریاضت وآخر بروز پنج ہر یک مقامات ذات صفات باطنی، خزائن اللہ گنج بلا ریاضت ورنج از تصور اسم اللہ ذات طی کناند ومیرساند، تمام است والا مُرشد خام است. بر طالب اللہ فرض عین از مُرشد خام جُدا شود واز مرشد کامل قادری طلب تلقین کند۔

مرشد کامل قادری آنست کہ از خلوت وریاضت سالہا سال طرفہ زدنیم غمزہ نظر مرشد کامل بہتر است کہ برساند بمعرفت قرب اللہ وصال واز ذکر فکر ورد وظایف ہزاران ہزار بہتر است توجہ مرشد کامل یکبار۔

مطلب اینست کہ مُرشد مجاہدہ در قرب اللہ مشاہدہ بخشد۔ صاحب مشاہدہ ہیچ مجاہدہ نکشد۔ مجاہدہ از برای مشاہدہ است۔ ہر کہ بمعرفت اللہ قرب مشاہدہ

ؔ کتاب شرح برزخ

ہاتھی اور شیر کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اس سے رعب وجلال ٹپکتا ہے چنانچہ لوگ اس کی صورت دیکھ کر حیران وعبرت زدہ ہوجاتے ہیں۔ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اور مخلوق نے یہی سمجھا کہ میں ان سے محو گفتگو ہوں۔ مصنف (حضرت سلطان باہوؒ) فرماتے ہیں کہ قادری کو ابتدا ہی میں یہ قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی کُنہ معلوم ہوجاتی ہے۔ جب صاحب قلب قادری دونوں لب ہلاتا ہے، تو ظاہر میں لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور باطن میں وہ پوری طرح اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہؒ، انبیاء اللہ، مؤمن اور مسلمانوں کی روحوں سے باتیں کرتا ہے۔ اور نیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ کرامؓ خصوصاً صحابہ کبارؓ کے ہمراہ بھی رہتا ہے اور اسی طرح تمام ملائکہ سے بھی باتیں کرتا ہے۔

یہ قال کے مراتب ہیں۔ جب قال سے گزرتا ہے، تو مقام حال سے مشرف ہوتا ہے اور ذکر فکر سے گزر کر مقام مذکور حضور اور مذکور حضور سے گزر کر مقام فنا فی اللہ فی التوحید، تجرید، تفرید، فنا فی النور اور شرف دیدار رویت ربی میں مستغرق ہوجاتا ہے۔ اور یہ بات اسے خواب اور مراقبہ میں نصیب ہوتی ہے۔ نیز وہ "مرنے سے پہلے مرجاؤ" والی موت مرتا ہے۔ اس کی نفسانیت کا وجود دنیا میں مردہ پڑا ہوتا ہے۔ اور اس کی روح نور پاک ذات حق کے حضور میں ہوتی ہے۔

قادری کامل مرشد طالب اللہ کو ایک ہفتہ یا پچاس روز یا آخر کار پانچ روز میں ذات وصفات کے تمام ظاہری وباطنی مقامات، خزائن الٰہی بغیر ریاضت، محنت و مشقت اسم اللہ ذات کے تصور سے طے کراتا ہے اور پہنچا دیتا ہے۔ اگر وہ یہ نہیں کر سکتا، تو وہ مرشد خام اور ناتمام ہے۔ طالب اللہ پر فرض عین ہے کہ وہ مرشد خام سے جُدا ہوجائے اور کسی کامل مرشد قادری سے تلقین حاصل کرے۔

کامل قادری مرشد وہ ہے کہ سالہا سال کی خلوت وریاضت سے مرشد کامل کی ایک لحظہ کی نیم نگاہ بہتر ہے اور وہ معرفت قرب وصال الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ مُرشد کامل کی ایک مرتبہ کی توجہ ہزاروں ہزار ورد وظائف اور ذکر وفکر سے بہتر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مرشد مجاہدہ اور قرب الٰہی میں مشاہدہ بخشتا ہے۔ صاحب مشاہدہ کوئی مجاہدہ نہیں کرتا، کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کی خاطر ہوتا ہے۔ جو شخص معرفت الٰہی

رسید، ہرگز یکروزہ ریاضت مجاہدہ ندید۔

مطلب اینست کہ تمام اعمال ظاہر وتمام ذکر فکر اعمال باطن وتمام مجاہدہ در مشاہدہ میکشاید وعینہ بعین مستی وسُکر وصحو وقبض لبسط ہم از بعید دُور است۔ وجمعیت معرفت وقرب ہم ہشیاری کہ خوردن مجاہدہ وخواب مشاہدہ از وصال است ۔

طالب کامل قادری باآب طعام شکم پُر کند واز حد زیادہ بسیار خورد ۔ مراقبہ خواب در معرفت اِلاَّ اللّٰہ ودر مدخل مجلس حضوری حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر میشود۔

این چنین عطا رفیض فضل اللہ وتوفیق رفیق مرشد کامل وتصور، تصرف، تفکر، توجہ، توحید اسم اللہ ذات کلید در دست دارد بہر مکان کہ متوجہ شود دمی زند قفل مر طالب واز کلید واکند وحاضرات می رود۔

بیت

مرد مرشد بُرد طالب بانظر   طالب انسان نباشد گاؤ خر

طالب اللہ در دہ صفت موصوف است ۔

اوّل : طالب باادب۔

دوم : طالب باحیا۔

سوم : طالب باطلب خدا۔

چہارم : طالب قطع از نفس ہوا۔

پنجم : طالب سہ طلاق دہد لاسوی اللہ را ۔

ششم : طالب در طاعت مُرشد ۔

ہفتم : طالب جان فدا ومال تصرف بارغبت از دل۔

ہشتم : طالب لب بستہ سکوت۔ بغیر از دستور مُرشد ظاہر باطن ہیچ کار نکند۔

سے قرب مشاہدہ تک پہنچ گیا، وہ ہرگز ایک دن بھی مجاہدہ وریاضت نہیں کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ تمام اعمال ظاہری، تمام ذکر فکر، تمام اعمال باطنی اور تمام مجاہدہ مشاہدہ میں منکشف ہوتا ہے۔ اور عین بعین دیکھتا ہے۔ مستی، سُکر، صحو، قبض اور لبسط بھی اس سے بعید اور دُور ہے۔ اور اسے جمعیت، معرفت اور قرب کی وجہ سے بھی ہوشیاری نصیب ہوتی ہے، کیونکہ وصالِ الٰہی کے سبب کھانا بمنزلہ مجاہدہ اور خواب بمنزلہ مشاہدہ ہوتا ہے۔

کامل طالب قادری کھانے پینے سے پیٹ کو پُر کرتا ہے۔ اور حد سے زیادہ کھاتا ہے۔ اور نیز مراقبہ اور خواب میں معرفت اِلاَّ اللّٰہ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

اس قسم کا فیض وفضل عطائے الٰہی ہے۔ اور مرشد کامل رفیق باتوفیق ہے۔ اسم اللہ ذات کی توحید، توجہ، تفکر، تصرف اور تصور کی چابی جس کے ہاتھ میں ہو، وہ جس مکان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُسی کا تالا کُھل جاتا ہے۔ اور حاضرات کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔

بیت

کامل مرشد طالب کو ایک نظر میں پہنچا دیتا ہے۔ طالب خدا انسان کوئی حیوان نہیں ہوتا۔

طالب اللہ کا دس صفات سے متصف ہونا لازمی ہے:

اوّل : طالب باادب ہو۔

دوم : طالب باحیا ہو۔

سوم : طالب طلب خدا رکھتا ہو۔

چہارم : طالب نفسانی خواہشات کو قطع کرنے والا ہو۔

پنجم : طالب ماسوی اللہ کو تین طلاقیں دے۔

ششم : طالب مرشد کی طاعت میں رہے۔

ہفتم : طالب خدا کی راہ میں جان تک نچھاور کر دے اور مال برضا ورغبت خرچ کرے۔

ہشتم : طالب اللہ ہمیشہ خاموش رہے۔ اور مرشد کی اجازت کے بغیر ظاہری اور باطنی طور پر کوئی کام نہ کرے۔

نہم : طالب طبع باشعور، لایق باطن معرفت قرب اللہ حضور۔
دہم : طالب حیّ القلب ومیت النفس۔

حدیث

اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَاسِلِ [1]

بدین صفت موصوف طالب تمام باطن را تحصیل کند حاصل ومیشود عارف باللہ واصل۔

بدانکہ اہل تصور، تصرف، فنا فی اللہ عارف باللہ غرق اسم اللہ ذات۔
آن راچہ احتیاج خواندن ورد وظایف، دعوت، درجات، شمار وقت سعد نحس۔
آن راچہ احتیاج شمار ستارگان بروج وچہ احتیاج پُر کردن نقش دائرہ ازبرای مسخرات بادشاہ و امراء، آنراچہ احتیاج علم نقش جفر، آنراچہ احتیاج دور مدوّر، بدل تقل، رجعت۔
آن راچہ احتیاج رجوع آوردن مؤکل جنّ رجال الغیب مخلوقات۔
فقیرکہ صاحب تصور، تصرف، اسم اللہ ذات کلید توحید ہر قفل مطالب وا سازد ہر مشکل سخت بگشاید وآسان ترمی نماید۔ این مراتب صاحب تصور وصاحب تصدیق از اللہ توفیق است۔ کسی راکہ بطرفہ زد توجہ کار کند، ہرآنکس چرا ریاضت چلہ، خلوت بکشد۔ از برای آنکہ کسی راکہ لسان او سیف اللہ است سیف وسخن او از کنہ کن۔ ہرچیزی رابگوید کہ شو، بکرم اللہ تعالیٰ می شود۔ ہرآنکس چرا ریاضت کشد لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ [2]
المطلب آنکہ سیف از قدرت اللہ ولسان بادشاہ تا قیام قیامت بازگشت نخورد۔

[1] الحدیث [2] الحدیث

نہم : طالب اللہ طبعی طور پر باشعور ہو اور باطنی طور پر معرفت قرب الٰہی کے لائق ہو۔
دہم : طالب اللہ زندہ دل اور مردہ نفس ہو۔

حدیث

"طالب مرشد کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے، جیسے نہلانے والے کے ہاتھ میں مُردہ ہوتا ہے"۔

جو طالب ان صفات سے متصف ہے، وہ تمام باطنی خوبیاں حاصل کرلیتا ہے۔ اور وہ عارف باللہ واصل ہو جاتا ہے۔
(اے طالب صادق!) جان لے کہ اہل تصور، تصرف، عارف باللہ فنا فی اللہ (ہمیشہ) اسم اللہ ذات میں غرق رہتا ہے۔
جو طالب ان صفات سے موصوف ہو، اُسے ورد وظائف، دعوت پڑھنے، درجات حاصل کرنے، اچھا برا وقت پہچاننے، ستاروں کو گننے، بروج کا حساب لگانے، بادشاہوں اور امراء کو تسخیر کرنے کے لیے دائرے اور نقوش کو پُر کرنے، علم جفر کے نقش، دور مدوّر، بدل تقل، رجعت، مؤکل، جنّ اور رجال الغیب مخلوقات کو رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
جو فقیر صاحب تصور و تصرف ہے اور اسم اللہ ذات کو جانتا ہے، وہ توحید کی چابی سے ہر مطلب کا قفل کھول سکتا ہے۔ اور ہر سختی اور مشکل کو حل کر سکتا ہے۔ اور وہ آسان تر معلوم ہوتی ہے۔ اس قسم کے صاحب تصور اور صاحب تصدیق مراتب والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ وہ جس طرف توجہ کرتا ہے، اس کا کام آنکھ جھپکنے میں ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو ریاضت، چلّہ اور خلوت کی کیا ضرورت ہے؟ اس لیے کہ وہ شخص جس کی زبان الٰہی تلوار ہے، اس کی بات کُنہ کُن سے ہوتی ہے۔ وہ جس چیز کو کہتا ہے، ہوجا، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوجاتی ہے۔ ایسے شخص کو ریاضت کرنے کی کیا حاجت ہے؟ (اس لیے کہ) "فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے"۔
مطلب یہ کہ (یہ) تلوار اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ اور بادشاہ کی زبان تا قیام

آری یقین است فرمان بادشاہ در قرار تا قیامت برحال بماند وسخن فقرا بیشتر از قیامت سلامت واہل ایمان را در بہشت رساند۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ [1]

فقیر دو شق (است)۔

یکی شق ورد وظایف، تلاوت با ذکر مذکور مشتغل است۔

وآن را ذاکر گویند استغراق۔ فنا فی اللہ ذات در مشاہدہ حضور۔

وقتی کہ از ذکر فکر بگذشت، بعد ازان با رب غرق شود، فی التوحید در مشاہدہ حضور برسد۔

شرح دعوت

ورد وظایف آنچہ واند از آیات سورۃ قرآن بخواند۔ خوانندۂ اہل دعوت در علم دعوت عامل، کامل مکمل اکمل، نور الہدیٰ جامع، صاحب امتحان، غالب نفس بر شیطان غالب، جنونیت و بر فرشتگان، صاحب توفیق، مقرب رحمٰن، ارواح المقدس، ہم صحبت با ارواح انبیاء، اولیاء اللہ ہمنشین۔ بہریک مراتب و منصب و ولایت و غوث و قطب از وتلقین گرفتہ باشد از راہ ہدایت، غالب الاولیاء و دوام ہم مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اینست مراتب دعوت کہ در حکم او ہژدہ ہزار عالم فرمانبردار مثل غلام۔ ازین عیب مبر و انکار نیار و منکر مشو کہ این چنین مراتب اہل دعوت را بہ برکت از آیات قرآنت

[1] الحدیث

قیامت باز نہیں رہتی۔ یقین ہے کہ بادشاہ کا حکم قیامت تک برقرار رہیگا۔ اور فقراء کا کہنا اس سے بھی آگے تک سلامت رہیگا۔ اور اہل ایمان کو بہشت میں پہنچا دیگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے"۔

فقیر کی دو شقیں ہیں:۔

ایک شق ورد وظائف، تلاوت اور ذکر و مذکور میں مشغول ہونا ہے۔ اور اس کو ذاکر کہتے ہیں۔

دوسری شق اللہ تعالیٰ میں مستغرق ہونا، (اور) مشاہدہ حضور میں فنا فی اللہ ذات ہونا ہے۔

جس وقت (ذاکر) ذکر و فکر سے گزر جاتا ہے، تو پھر مستغرق فی اللہ ہوتا ہے۔ اور مشاہدۂ حضور اور توحید (الہٰی) تک پہنچتا ہے۔

دعوت کی تشریح

دعوت پڑھنے کے فوائد

ورد وظائف جو کچھ جانتا ہے، سورۂ قرآن کی آیات سے پڑھے اہل دعوت کا پڑھنے والا علم دعوت میں عامل، کامل، مکمل، اکمل، نور الہدیٰ، جامع نور الہدیٰ، صاحب امتحان، نفس و شیطان پر غالب، جنونیت اور فرشتوں پر زبردست، صاحب توفیق، مقرب رحمٰن، ارواح المقدس، انبیاءؑ کی ارواح کے ساتھ ہم صحبت اور اولیاء اللہ کا ہمنشین ہوتا ہے۔ اور اُسے ولایت، غوث و قطب کا ہر ایک مرتبہ اور منصب حاصل ہوتا ہے۔ غوث و قطب از راہ ہدایت اس سے تلقین حاصل کرتے ہیں۔ وہ اولیاءؒ پر غالب اور ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس ہوتا ہے۔

یہ ہیں دعوت کے مراتب۔ دعوت کے عامل کے حکم میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق ہوتی ہے اور سب اس کے فرمانبردار اور مثل غلام ہوتے ہیں۔ اس پر عیب جوئی نہ کر اور انکار نہ کر اور نہ ہی منکر ہو۔ کیونکہ یہ مراتب دعوت کے عامل کو قرآن مجید

وکلمۂ طیب است وتصور اسم اللہ ذات است ۔

ہر کہ بدین طریق دعوت نداند، بہتر است کہ نخواند کہ رجعت جان وخرابی جاودان کہ دیوانہ شود خراب ۔

اینست ناقص را جواب از آنکہ وقتی کہ ناقص دعوت خواند، فرشتہ، مؤکل ویا از جنونیت ویا از اہل قبور روحانی آن را نہ خواب و نہ آرام و نہ خوردن دھد و نہ آشامیدن وشب و روز در نظر او غالب و از نظر مردم غایب وخلاص نگردد اگرچہ شود تائب جان بلب رسد وآخر بمیرد و از دعوت ناقص مطلب نگیرد ۔

ابیات

ناقصا گر عاقلی دعوت مخوان — کاملا دعوت بخوان رو لامکان
واز ہر علم خواندن بدعوت سخت تر — لایق دعوت بود صاحب نظر
دعوت یک وال باشد لازوال — دعوتی یکدم بر آید با وصال
دعوتی باشد حضوری از قبور — بر ہر امر آمر شود اہل الامور
دعوتی بہتر بود حق راز بر — ہر سخن او را شود تاثیر تر

●

کامل اہل دعوت را ہر طرف کہ متوجہ شود، احتیاج خواندن نماند۔ آن را عیان است آنچہ حال، ماضی، مستقبل۔ جای کہ عیان است چہ احتیاج خواندن زبانست۔ آخر انتہاء

کی آیات، کلمۂ طیبہ اور تصور اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں ۔

جو کوئی اس طریق سے دعوت پڑھنا نہیں جانتا، بہتر ہے کہ وہ نہ پڑھے تاکہ رجعت میں پڑ کر دیوانہ و مجنوں ہو کر ہمیشہ کے لیے اپنی جان خراب نہ کرے ۔

ناقص عامل کے لیے اس کا پڑھنا جائز نہیں ۔ اس لیے کہ جب ناقص دعوت پڑھتا ہے، تو فرشتہ، مؤکل، جنونیت، یا اہل قبور روحانی اُسے سونے دیتے ہیں اور نہ آرام اور نہ کھانے پینے دیتے ہیں ۔ اور وہ شب و روز اس کی نظر میں غالب اور لوگوں کی نظر سے غائب ہوتا ہے اور خلاصی حاصل نہیں کر پاتا ۔ اگرچہ وہ تائب ہو کر جان بلب ہو جاتا ہے اور آخر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، مگر وہ اس طرح ناقص دعوت کی وجہ سے مطلب حاصل نہیں کر پاتا ۔

ابیات

اے ناقص! اگر تو عقلمند ہے، تو دعوت مت پڑھ ۔ اے کامل! تو دعوت پڑھ اور لامکان میں چلا جا ۔

تمام علوم پڑھنے سے دعوت پڑھنا زیادہ سخت ہے ۔ صاحب نظر ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے ۔

دعوت لازوال کی طرف دلالت کرتی ہے ۔ دعوت ایک لحظہ میں واصل باللہ کر دیتی ہے ۔

دعوت پڑھنے والا اہل قبور کو (فوراً) حاضر کر دیتا ہے ۔ اہل الامور ہر امر و معاملہ پر حکم چلانے والے ہوتے ہیں ۔

دعوت بہت بہتر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے راز تک پہنچاتی ہے ۔ اس کی ہر بات میں بہت زیادہ اثر ہوتا ہے ۔

کامل اہل دعوت جس طرف بھی متوجہ ہوتا ہے، اسے دعوت پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی ۔ حال، ماضی اور مستقبل کے حالات اس پر عیاں ہوتے ہیں ۔ جو چیز کہ عیاں ہے، اس کے لیے زبان سے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ دعوت کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ عامل ایک

دعوت کدام دریک سخن و بخواندن یک مجلس از مشرق تا مغرب ہفت اقلیم و ہفت بادشاہ را در قید خود آوردہ شود، میکند طالب مرید حلقہ بگوش غلام۔

این چنین دعوت نیز ہنوز عوام است۔ اگر تمام دعوت را شرح کنم کتابہا دفاتر باید، اَمَّا مَا قَلَّ وَ دَلَّ ط آوردہ ام کہ قرآن تمام دعوت است۔ از برای دعوت از قرآن اسم اعظم دریاب و از سی حروفی حرف دریاب، تاشوی فِی الدُّنیا وَالْاٰخِرَۃِ بی حجاب۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

ہی بات کرنے سے اور ایک ہی مجلس پڑھنے سے مشرق سے لے کر مغرب تک ہفت ولایتوں اور ہفت بادشاہوں کو اپنے قبضے میں لاسکتا ہے اور اس کے ذریعہ سے طالب و مرید کو حلقہ بگوش غلام کر سکتا ہے۔

اس قسم کی دعوت (جس کے متعلق اوپر لکھا گیا) بھی ابھی معمولی اور عام ہے۔ اگر اُس کی مکمل طور پر شرح کروں، تو کئی بڑی بڑی ضخیم کتابیں درکار ہوں گی۔ لیکن بطور اجمال "جو کچھ ہو مختصر اور بادلیل ہو" بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید تمام کا تمام دعوت ہے۔ دعوت پڑھنے کے لیے قرآن مجید سے اسم اعظم معلوم کر اور تیس حروف میں سے حرف "اسم اعظم" تلاش کر، تاکہ تُو دنیا اور آخرت میں بے حجاب ہو جائے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

"روحی شریف"، "تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالستہ النبیؐ"، "اورنگ شاہی"، "عین الفقر"، "دیوان باہُوؒ" (فارسی)، "کشف الاسرار"، "کلید جنت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، "اسرار القادری"، "دیدار بخش خورد"، "دیدار بخش کلاں"، اور "محکم الفقراء"، کے بعد "توفیق الہدایت" سلطان العارفین حضرت سلطان باہُوؒ کی یہ انیسویں قلمی تصنیف ہے، جو راقم الحروف کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہُوؒ کا یہ واحد "توفیق الہدایت" قلمی نسخہ ہے، جو مجھے دستیاب ہوا ہے۔ مقام تاسف ہے کہ اس نسخہ کے علاوہ "توفیق الہدایت" کا کوئی اور قلمی مسودہ مجھے میسّر نہیں آیا جس کے ساتھ اس کا موازنہ کیا جا سکتا۔ یہ حضرت فقیر میر محمد صاحب آف اسلام آباد کا فراہم کردہ ہے۔ اس پر کاتب کا نام تو درج نہیں، لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جناب محمد صادق صاحب آف مانسہرہ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے، کیونکہ وہ ایک عرصہ تک موصوف سے منسلک رہے ہیں۔ بندہ کو ان کی تحریر سے کچھ شناسائی سی ہوگئی ہے۔ اس مسودہ پر سن کتابت بھی درج نہیں۔

مسودہ کافی ناقص ہے۔ کئی عبارات آگے پیچھے ہیں اور آپس میں خلط ملط سی ہوگئی ہیں۔ لہٰذا اس کا ترجمہ کرتے وقت مجھے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

زیرِ نظر اردو ترجمہ کے مسودہ پر جناب پروفیسر صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب نے نظرِ ثانی فرمائی اور کچھ مفید مشورے عطا فرمائے۔ میں جناب صاحبزادہ کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔

آخر میں ربِ ذوالجلال والاکرام سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل بندۂ عاصی کی اس ناچیز کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔ "آمین"

لاہور نومبر ۱۹۹۷ء

احقر کے۔ بی۔ نسیم